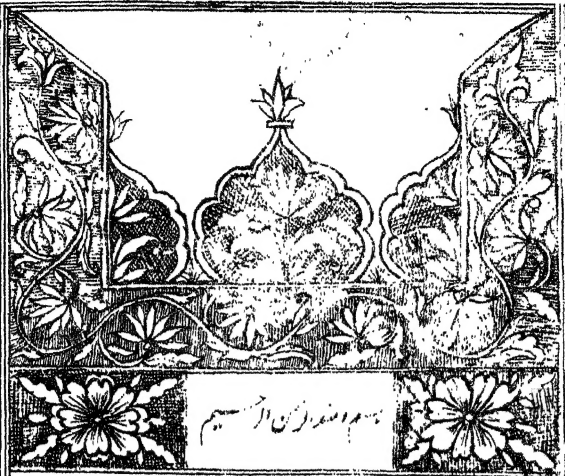


الكاظمين الغيظ والعافين عن الناس

رضا الزمهرى عن اهل الخلف

مطبع مطاع العلوم مراد آباد من بانه مشى امجلى



احمد رحمہ و سلام علی عباده الدین احسنی و علی من اتبع الهدی انا عبد مخفی بنین کہ اس زمانہ میں بسبب
 مروت و ان مطابغی چہا پر خانگی علی فضلہ کے جاسہ اکثر شاعری و جابل ہی شل علما کے کتب و رسائل پہل
 از ملک اقصیٰ منقول و درو الفیضہ کے بذریعہ طبع نام آوری و شہرت اپنی چاہئے تھے میں چنانچہ مباحثہ
 میں میں نے اس کے لئے لانا و قد انا سادہ عبد العزیز حیات و بلوی قدس سرہ العزیز نے کتاب مستطاب تحفہ
 انا حشر یہ کہ بعد از ان کتابہ النسخ و الجرح من از افتد علی ان یا تو اسل ذلک الکتاب لایا تو ن مبدلہ و لو کان
 بنصرہ بعض ظہیر کے عیار از چہ بیان دیا ما جو رہی ہی تحریر و ترتیم فرمائی تھی تو علاوہ اہل علم کے اکثر جہلا و اہل علم
 ہی مدعی علم بکثر و عزم خود جواب او کے تصنیف کئے اور میں بعد بذریعہ طبع ایسا نام روشن کیا کہ تصنیف تم سے اسے
 حقیقت و حشران و ضحکہ بیان کے او کو کچھ غیبی و منی حاصل نہیں ہو و اسوقت میں ہی جو رسائل صاحب قلم
 اس کے ہر کہ کے نام اٹھان عالم کے علا شمیم کی نامت میں اس سال کے تو بر فیدار آج تک کیا جا جواب ان میں
 ی نہی علم شمیم نے لیکر نہیں پہنچا لیکن ایک شخص عافی اہل علم نے اس سال کہ سہی مروت البیضا فی اثبات
 حشر ازہر و سموتہ مساویں و معاخذہ معاضدین فی چاہی لکھ کر اور در آتا تھا و مہاجر استیقاہ جواب قلم کا
 کیا بلکہ تحفہ خود و کتابی و سچ کے بذریعہ طبع اپنی نام آوری چاہی سے ہو کر کہ

بدین ترتیب تھا کہ کجا و السموات سیفون منہ و شمس الارض و بحر الجبال و ما لہذا اس کترین سچی و منہام اس کے ال محمد و لد سید
بہا و حسین مرحوم و مغفور نے چاہا کہ تاکر نور اور بطلان اسکا لکھا او سکوا و اس کے معاصر نہ کو تہ نہ کروں اور

سموات وارض کو باذن اللہ و ال سے الی جہنم تھا یوں کہ ان ایسی ک السموات و الارض ان تر و الافا سمیع القول

و تبیح حسنہ الشکون من الذین ہوا ہم اللہ و اولئک ہم اولو الاباب و ہمیت ہا برضار الزہر اخرا اول المخلطہ انہا

انک انت البیض العظیم **قال** الحمد للذی فضل فاطمہ الزہر علی سائر النساء و جعلہا ائمة سید الا نبیاء و الصلوٰۃ علی

محمد و آلہ و ابوالحسن و ابوالحسن علی المرتضی امیر القیام و صاحب اللوآ و اولہ اذ قیام البقیام

الی یوم الخیر آما یعد من ہر طبع خاک بار و ذ و سید خا کا پاسے الی الہا رسول مختار احقر اس حجاج و الزو

ال محمد ابن خیر از اربعین حاجی سید اصغر حسین متوطن بلدہ طیبہ اعر وہ خدمت میں طالبان حق کی ایک

تقریر دیندہ مذکور و دیگر مکتوبات جناب سرور کائنات کے بارہ میں عرض کرتا ہوں اگرچہ میں تو

اس لائق نہیں کہ کوئی کلام میرا قابل قبول کرنے کی ہو مگر اخلاق سے صاحبان انصاف کے امیدوار

ہوں کہ جلد انصاف پسند لوگ اول رتبہ جناب فاطمہ زہرا نور چشم اور پارہ جگر جناب رسول خدا کو

بنمود و تامل سمجھیں بداران رضائے خاطر خاطر حضرت زہرا انصور کر کے میری تقریر کی طرف رجوع قلب

نیال فرمادیں اور حدیث قطرائی ماقال و لا تمل الی من قال کی طرف غور کر کے نتیجہ تقریر خوب فکر کے ساتھ

نگال میں اول تو میں علامہ تقریر عرض کرتا ہوں بعد از ان جو جواب اہل سنت بیان کرتے ہیں اونکی ردی

طرف رجوع کرونگا اور خود خواہ کوئی لفظ ناگوار خاطر مخالف نہ سبب والوں کی اپنی طرف سے اس تقریر

میں نہ لاؤنگا نہ کہ سب لوگ کیا مخالف کیا موافق نحوشی اول و یکچیم اندیر و جب یہ امید ہو کہ مخالف لوگ

ہی اسکو پسند نہ کر اور اس رسالہ کو نیسے مسمی کیا ہی ساتھ درۃ البیضا فی اثبات حق

اور سر اور بات التوفیق و بتعین قولہ ایک تقریر دیندہ اقول سبحان اللہ برعکس نہ نہ نام رنگ کا فوجیں

غیر سے ایمان لڑتا ہی اور نوبت کجا و السموات سیفون منہ و شمس الارض و بحر الجبال ہوا کی ہو چکی ہو اسکا

و کبیر کہتے ہو اور جس رسالہ قول فصل کے رد پر کرنا بند ہی ہے اوس سے یہ لفظ چلائے جو خیر اب صاحب

قول فصل نہ ہی اپنی تقریر کو دیندہ فرمایا ہی و تم ہی بھی کہا تو ہم ہی شیعہ ہو کر حقتعالی کی جانب رجوع کیا کہ آیا

و تقریریں متصادم کیسے دیندہ نہ ہو سکتی ہیں تو وہاں جو تطبیق یوں البہائم القامہ ہی کہ وہاں دوسرے کی ہوتے

ہیں ایک راخون فی العلم کی اور دوسری الذین فی القلوب ہم نہ کرنا اول الاول و اشانی نامانی تم ہی تقریر صاحب

صاحب قول فصل کی، پندرہ اشعور فی العلم کی تراویح صاحب وزرۃ البیضا کی و پندرہ اشعور فی العلم کی تراویح
کی تب وہ تحریر فرمایا فاحمد رحمۃ اللہ علیہ اذنا انما لنتہی فی قولہ ان ہانا اذنا قولہ عرض کرتا ہوں

اقول یہ عرض کرنا چاہتی آپ کا محض خطاب ہے نہ کہ ایک اور شخص کا اور نہ ان کے اطاعت و غیر ملکہ بلکہ جو پندرہ
آپ اور میں ہیں کیا اس عرض میں غرض کے واسطے کافی نہیں ہیں چنانچہ میں نے بتلایا کہ گواری کی **قال** تقریر
و لیسیر بر دافع رتبہ شرافت طالبان میں ہر مذکور ایک شہر و اور دوزیان اس کے اور دینہ منورہ کے تین آدمی

راہ پر چنانچہ شرح الباری میں شرح بخاری میں مذکور ہے فاک و ہر نوع القار والال المہلکین ہا کانت بلدہ پہنچا
و میں الدنیت ثلاث مراحل و کانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شہر و اور دوزیان اس کے اور دینہ منورہ
میں تو کھانہ سافٹ پر اور وہ خاص حضرت رسول خدا کا تھا اور حد و دار بعد اس کی امت البیضا شرح خطبہ فاطمہ

میں ہوا کہ جب اس طرح مرقوم ہیں **حد اول** کوہ احد **حد ثانی** عیش مصر **حد ثالث** سیف البحر

حد رابع و دمتہ الجبل یعنی جو اصل عبارت یہ ہے و قد مد ما علی اعدائہا جبل احد و حد منہا عیش

مصر و حد منہا سیف البحر و حد منہا دمتہ الجبل یعنی الجوف انتہی اور روایت ابن اسباط میں بھی ایسا ہی

ایا ہے اور آمدنی اوس کی سالنامہ میں لیس ہزار و سار کی تھی چنانچہ سنن ابو داؤد میں مذکور ہے ولی عیون

عبد الغیر ان خلاۃ و قلعہ ای قلعہ مذکور ہون الف دینار انہم اور حسب تحریر مولانا مجلس علیہ الرحمہ سالنامہ آمدنی

اوس کے تین ہزار و چھ سو تو مان کی تھی کہ بحساب ہندوستان علی مافی تنسید المطالعین ایک لاکھ اور پچیس ہزار

پندرہ ہزار و چھ سو تو مان کی تھی کہ بحساب ہندوستان علی مافی تنسید المطالعین ایک لاکھ اور پچیس ہزار

چشمہ ای اب ہر ایک ہزار و چھ سو تو مان کی تھی کہ بحساب ہندوستان علی مافی تنسید المطالعین ایک لاکھ اور پچیس ہزار

کو مقدار اور ماہیت مذکور کی معلوم ہوگی تو اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام یہ ایسی مقدار

تھیں اور پچھ لاکھ عمدہ سے ثابت ہے **قول** میں نے عرض کرتا ہوں کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام یہ ایسی مقدار

اقول یہ روایات وقوع عقد یہ مذکور جناب رسول اللہ سے برای حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

میں ہے کہ ایک ثابت ہیں اور روایات دعویٰ کرنے حضرت فاطمہ کے بعنوان سپہ بلا معارض ثابت ہو

و بعض کے نزدیک ہے کہ یہ اور حد و دار ہے کہ روایات پائی جاتی ہیں ویسے ہی معارض اس کی عدم وقوع ہے

اور دعویٰ ہے کہ یہ ابو جعفر میں چنانچہ رسالہ قول فصل میں اوس کے مصنف نے معنی شارح بخاری سے ابن

میں کا قول ہے کہ ایک ثابت ہیں اور روایات دعویٰ کرنے حضرت فاطمہ کے بعنوان سپہ بلا معارض ثابت ہو

بعد شکوہ شریف سے ہی روایت ابادان کا انحضرت کی سہ سے باوصف و درخشاں خباب فاطمہ کی مذکور
 ہے اور کتب شیعہ سے روایت ابوالنخعی کے کہ حسین خود خباب فاطمہ زہرا اطہار فرمائی ہیں کہ تم میری بیٹی
 بجا اللہ ایضاً ذکر کرو گی اور چند دلائل عقیدہ ہی کہ جسے بالیقین متیقن ہو تاکہ یہ کہ قصہ شان نزول آیہ رات القدر
 حقہ کہ جبکہ باعث اول عقد یہ کہ گونستے ہیں ہر گرجھ و حق نہیں تو اب خلاصہ یہ ہر کہ جنگ و خیال و قتل و قتل
 مابین شیعہ و سنی در مقدمہ مذکور ہو رہا ہو تو ہر یک فریق مختار اپنا فریق ثانی کی رفیات سے ثابت کرنا ہے
 مگر بعد اسکے نتیجہ جو دیکھا جاتا ہے تو بموجب منطوق روایت کلینی کہ حسین کاتب ہما تبرک التقرض فخرت والکتاب
 سہما اتم وار ہے اعتراض رد و دعویٰ و دشہادت خباب سیدہ اور اسکے زوج اور انبار حصوین کا حضرت خلیفہ اول
 صدیق اکبر پر گزار دینہیں رہتا اور بموجب روایت ابن شہیم شارح بیحج البلاغہ کہ حسین فرضیت بذلک احدث
 العہد علیہ الخ وار ہے خلفا رابع سے کسی ایک پر ہی وار دینہیں رہتا اور بن ثبوت رضامندی کے ناراض ہے
 کی روایات کے طرف التفات کرنا موجب تنقیص و توہین شان خباب فاطمہ کا ہے علی ماسنیہ مراد انشاء اللہ
 بعد ہمارا ایمان نوا و سکوت قبول نہیں کرنا لیکن تمہارا ایمان او سکوا اگر پسند کرتا ہے تو میں یا یا کریم یا یا کریم تو نہیں
قال اول سنت کی کتاب میں یہ امر حاجا بطور ہزار بخجلہ و مشغور میں سیوطی کی یہ خارج الزہرا و ابوعلی و ابن
ابی حاتم و ابن مرو و یحییٰ ابی سعید الخدری قال لما رت مذہ الایات و ذالقرنی حد دعا رسول اللہ فاطمہ فاعطانا
فک انی یفنی بوقت آید کریمہ و ات ذالقرنی حد نازل ہوئی خباب رسول اللہ نے اپنی پار و جگر فاطمہ زہرا کو ملایا
اور فک او کو عطا کر دیا اور معراج النبوت میں یہ مذکور ہے کہ پیغمبر فاطمہ زہرا کو اندر اسے وہی حجت نوشت و آن بیتہ
ہو کہ بعد از وفات رسول پیش ابو بکر صدیق آورد انہی اور حبیب الیر کی جلد اولین در بیان خبر سوم صفحہ نوی
سطح پیش مطبوعہ حبیبی میں مسطور ہے و در کتب فریقین بطرق متعددہ سمت در و دیا کہ چون آید کریمہ و ات ذی القربی
حدہ نازل شدہ خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و مرزہ فک و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما سک داشت او لکھو
ابو بکر رضی اللہ عنہ و داوید ایل باہم خلافت خود آن مرزہ را با سار تر و کات سید موجود است و ان میں علیہ السلام
کو فاطمہ بارنگ داشت چون علی کریم اللہ عنہ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما درین تغنیہ بانجانب نان کشید
گفت کہ من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدم کہ فرمود کہ من معاشر الانبیاء لا نورث من عبادت
حبیب الیر کی یہ امر ثابت ہے کہ مطایرہ فک میں حضرت امیر ہی بزرگ فاطمہ زہرا کے تھے اور ان خباب
نے حضرت زہرا کو جارت و محویٰ فک کی دی تھی و دوسرے حضرت امیر شیعہ کو فاطمہ زہرا کے

طلبہ ان اصلاً خود بھی پس جبکہ در صورت عدم حاجت کو اہل طلبہ کے لیے بھی اور تیسرے اولیٰ سے بل لک علی پادہ تیسرے لک علی کافی کتاب لکھا گواہ طلبہ کے تو ثابت ہے کہ یہ عالم ہو گیا کہ فکر تیسرے میں حضرت زہرا کے تہا اور جو نہیں تو در صورت عدم قبضہ حضرت ابو بکر نے حضرت زہرا کو یہ کہیں طلبہ کی شہادت فرماتے ہیں کہ در صورت عدم قبضہ حاجت گواہ طلبہ کے نہیں تھی اور نہ ہی البلا خدیجہ میں کہ سب سے پہلے شریعت تخریب و گافرونی در مقام الفتح و غیر ایشان کلام ملائمت نظام و صیغہ الامام حضرت امیر علیہ السلام سنی یہ نہ کہ ہر علی کانت فوایدینا فکدک ایمنی فکدک ہمارے قبضہ میں تھا اب سب ارشاد میں ہمارے ہاں امیری فکدک پر قبضہ حضرت زہرا کا ثابت ہو گیا اہل سنت کے نزدیک تو حضرت امیر محمد زہرا پر معلوم و خفیہ چہاں میں تو ایسی صورت میں اہل سنت کو اٹھانا فرماتے کو ماننا نہایت ضروری ہے اگر کوئی شخص ان پر بغیر اسے تو اسکو معلوم ہو کہ بیک بڑی بکی یا یلین میں یہ بیہ ہونے فکدک پر نام حضرت زہرا پر انکار نہ ماننے کا ہمارے پاس ملان نہیں اگر جسے گنہگار اور دنیا کے لوگ ہی کسی اپنی دعویٰ پر اسد جب کا نبوت دین تو اپنے دعویٰ کو پاوین اور حکام عادل اپنی عدالت سے اور جب قوانین جوہر عمار مخالف سے دہاویں جب جانی کہ حضرت زہرا اسی معصومہ نبی حضرت رسول خدا کی اشراف النساء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی انکھنے کی نور باتنام تمام ماس ابو بکر کے جاوین اور بزرگہ ہدایتنا حق تجوز فرما کہ طلبہ کہیں اور حضرت امیر او کو اس دعویٰ سے باز نہ کریں بلکہ چسپین اور امین اس دعویٰ کی گواہی دیں اور بدستیر بلا عین و معالجہ البتہ وغیرہ حضرت زہرا اپنے دعویٰ کی سند میں بہ نامہ ہوسد ابو بکر پیش کر دینا نہ ہوسد اتنا سمجھیں کہ امیر میرا قبضہ نہیں ہے کیونکہ بھیجی ہو اور حضرت امیر فکدک پر قبضہ نہیں کر دین اور خود کو اپنے والی نہر زہرا کے قبضہ سے نہ ہو بہو کا اتران کرین بڑے انوس کی جائی مابین معبودہ معصومہ غیر خدا کے کہہ کا لڑا اپنے دعویٰ میں مساوات جوئی اور کاذب اور دروغ کو قرار دیا کر اپنے حق سے محروم ہو جاوین اور ہجو بہ تا امید اور یغیدہ ہو کر سبیل ورام اپنی دولت سر کو تشریف لے گویں قسم بخدا عزوجل حضرت زہرا کا کبھی ایسا رہتا نہیں کہ جو نامہ کی گئیں بلکہ اپنے دعویٰ میں مساوات دروغ کو اور کاذب قرار دیکر ہجو بہ کلام اور دعویٰ پر وثوق نہوا المولفہ ہنسہ غیر الواو فاعلمہ ہر زوجہ شیر خدا پر فاعلمہ کا جو کمال عمل او کو منظور اندازے رسول کہان بھی اوس دن جناب رسول خدا کہ جو اپنی پارہ جلا اور حشیدہ بنی ہاشمی کرتے اور دلاسا دی مومنین یقین کامل کریں کہ اوس دن روح پاک رسول مقبول مشک و شبہ و روزند او پر

میں ضرور پہنچیں ہوئی پہلی حضرت رسول خدا نے اپنی بیٹی فاطمہ کے حق میں بار بار فرمایا کہ میں اس کا ناقصہ ادائی
 نیجی جس نے اسے ایذا دی پس شخص اس شخص سے مجھے ایذا دی اور یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اپنی بیٹی کا ناقصہ
 دیکھو اس کو نہ مارے میں اس کو مارنے اور کھڑکنے سے بڑھیدہ ہوتا ہوں اس لئے کہ نام اس کا فاطمہ ہے
 یہ جانیگہ خاص حضرت فاطمہ پر یہ نصیبت ڈالی جاوے اور انکو خداوند چھوٹا قرار دیکر حق کو نکال دیا جاوے
 کہ جسکے باعث وہ موصوفہ دلنک اور طول بہ بین اور اس بچ کو اپنے عہد لیکن چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم
 میں مذکور ہے کہ مسیاتی اور یہاں بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ جو سلسلہ فقہ کا ہے کہ جب تک شرموہوب پر قبضہ ہو جوبہ
 کا نہ ہو یہ صحیح نہیں اور یہ بین قبضہ بری شرط ہے اس سلسلہ واضعہ اور ظاہرہ کو تو ہم لوگوں کے بچے اور بے علم لوگ
 بھی جانتے ہیں اگر یہ تجویز کیا جاوے کہ حضرت زہراؑ نے باوجود حد نہ جس دعویٰ کیا اور حضرت امیرؑ نے
 انکو اس کی اجازت دی اور منع نکلیا بلکہ خدا و سکی گواہی دی تو مسلمانانہ جہالت حضرت زہراؑ اصلوۃ اند
 علیہا امیر خباب شیر خدا حضرت علیؑ رضی کی اس سلسلہ واضعہ سے واقف رہا ہی ہے اور اقدام بر باطل اور زلی مریخ
 اور خطائے فاحش اور حضرت کی لائم نامی ہے ایسے امر کو ہم کیسے تجویز نہیں کر سکتے اور نہ ایسے امر کو کوئی ایمان
 اور نہ اسے تجویز کرے گا یہ بھی بڑی دلیل ہے اس پر کہ مذک حضرت زہراؑ کے قبضہ میں تہا نہ ہم یہ تجویز کر سکتے ہیں
 کہ بغیر کا حق حضرت رسولؐ نے تہا حضرت زہراؑ کو دیدیا تہا اور اس پر اپنی بیٹی کا قبضہ کر دیا تہا میں کہتا ہوں
 کہ حضرت رسولؐ نے جو قبضہ حضرت زہراؑ کا مذکور کر دیا تہا وہ بطور جائز تہا وہ جائز کیا تہا یہی ہے کہ جب کا
 دعویٰ حضرت زہراؑ نے کیا اور یہ دعویٰ بڑے تعجب کی لائق ہے کہ حسب تحریر سید علیؑ و رائقان گواہی خیرین
 ثابت کی در باب آیات سورہ ایش قبول کر لی گئی اور گواہی حضرت امیر علیہ السلام کی در باب یہ مذکور اہل سنت
 کے نزدیک قابل قبول نہوئی باوجودیکہ آنجناب محفوظ از خطا اور مصدق تھے اور بموجب حدیث علیؑ مع الحق و
 الحق مع علیؑ تھا حضرت امیرؑ کے فرمانے پر عمل کرنا چاہئے تھا اب نصف لوگ زنادین کہ کیا بات باقی رہی حضرت
 زہراؑ کے تقدیق اور حقیقت دعویٰ کے باب میں بجز اسے کہ کوئی زبردستی کہیدے کہ ہم نہیں مانتے اور نادانانہ
 کہہ چکے ہوتے کہ گئے گئے تاویلین لہجہ اور لہجہ سناوستہ اور سنا ہمارے پاس کچھ علاج اور جواب نہیں رہیں
 ان جنوں کے حضرت زہراؑ مذکور کی دعویٰ و اثہین قولہ اول بہت کی کتاب میں اقوال بہر کا کہ باذراہ و اخر
 لہجہ ابن شہر آشوبی نہایت صحیح البتہ علیؑ باقی القول الفصل معلوم ہو چکا کہ میں شہید اللہ کے مخالفین کے اس
 حدیث میں ہرگز کوئی کلام قطعی واقع ہے قعدہ غلط کثیر ہے جو سمجھا جائے کہ ہر دو فریق کی کلیات انکی موافق بہر

گوای قابل قبول بر الفرض ان باتو پر ناراض ہوئی و اس بات پر ناراض نہوے کہ مجھ معصوم سے شہود کو طلب کرو
اور دوسرے معصوم کی گواہی تنہا کی کیونکہ قبول کی پس جبکہ جناب امیر قاضی شریع سے اس بات پر ناراض نہین
ہوئے تھے تو تم کیونکہ حضرت ابو بکرؓ اس بابت اس قدر تشین و قلیظ بار بار کرتے ہو اس قدر کہ کتاب میں لایمین
ملاحظہ کر کے سکوت کرو اور مونیہ کو لکام دو ورنہ اسکا جواب دو کہ جناب امیر اسوجہ سے کیونکہ ناراض نہوے
جو اور وجہ سے ہوئے قولہ جو اہر القندین اہ اقول جو اہر القندین کی روایت کا جواب تلوہی روایت
اوسکی ورنہ یہ کہ وہ اناریدان تھیں ابابکرؓ میں جو شخص کہ تجھیں ابو بکر کا ارادہ رکھتا ہو اور خود مقرر ہو اس مانگا تو
اوسکی اس روایت کا سکو کیا اعتبار قولہ چہ تہ حضرت امیر کا امین و حسنین علیہما السلام اہ اقول
علاوہ خط اصمل شہادت کے حل ماسیجی تقریر عن قریب انشاء تم اس قدر میں یہ ایک عمدہ خطا نظر آتا
کہ جناب حسنینؓ کو یہی پہلو گواہ قرار دیتے ہیں باوجود اسکے کہ وہی بوجہ موجود ہے ہم پہلی مثل جناب فاطمہؓ کی
خود مدعی مثل افعلی ہونے چاہئی تھے نہ گواہ اوسکے بدل علی ذلک مافی لئہ البیضا شرح خطبہ الزہراءؓ میں قولہ
ذلک لم یکن خطا مخصوصا بہا بل کان اولادنا مشارکین بہا فیہ ائمہ فہلک بالانصاف اور عذریات شرح قریب
کا آئندہ اذیک انشاء تم قولہ پانچون حضرت زہراؓ کا اوپر قریب ہونا اہ اقول جبکہ حضرت زہراؓ کا اوپر
تہا اور آدمی اوسکی حسب تحریر آپکے مولای علیؓ کے قین برابر چہ سو تو مان کے تھے کہ جب جناب شہد و ستائے علیؓ باقی
تشدید المطاعن ایک لاکھ میں ہزار روپیہ ہوتا ہے تو اب بکواب ثابت کی گواہ اس قدر روپیہ جناب فاطمہؓ
کہان صرف کرتی تھیں کہان اوسکا خزانہ بنایا تھا اور کیا کیا اوسکے مصارف مقرر کئے تھے کس روز اسنے لکھا
حضرت فاطمہؓ لیکر بیٹھیں تھیں بیان تو کیجی سمیویہ ہی جانتے ہیں کہ اس قدر روپیہ حضرت فاطمہؓ کو کبھی خواہیں ہی
نظر نہیں آئے جو تم قیظ میں بیان کرتے ہو قل فالتو برناکم انکم صاقرین میرا حضرت زہراؓ کا اوپر قریب ہونا میں
جہان ہوں کہ حضرت زہراؓ اور حضرت امیرؓ اوس قبضہ ہی گواہی میرا ہے دعو کا کیونکہ قرار نہا اور حضرت
صديقؓ سیکے اس قیل پر کہ بل علیؓ پانچون علیؓ ماسیجی کہ عن کتاب لا کتابا و اتنی ماسود و حمر علیؓ مافی لئہ علیؓ حضرت امیرؓ
اور حضرت حسنینؓ اور امینؓ کو گواہ بنایا اور یہ کیا کہ میرا میرا ہی قبضہ میرا ہے کچھ مجھے علاوہ اسکے بیٹھتی انتہائی نہیں
اگر ایسا کچھ کہ تمین تو نہ شوہر ہوئی وجہ سے جناب امیرؓ و عروہ و الشہادت میرا ہے اور نہ حسنینؓ بوجہ سفر میں اور نہ ہونگی
اور نہ امینؓ ایک عورت ہوئی وجہ سے اور نہ جناب کا کچھ عذر تہا و نہ وثیقہ کو کوئی دیکھتا ہے نہ لکھا دعو کی جگہ
اور نہ بلا تہام و نہ ان دانشی جناب فاطمہؓ و اباعلیؓ لا باب خواتم بطل القریب و حد ظلمہ انتہائی ذمہ انتہائی کامل

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

ایسی صورت میں عاتقین یا ایمان اوس شخص کو جواب دی لیں بہا اگر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اپنے باپ کے
 نہ کریں۔ دوسرے ابو بکر و عوی پیش کرتیں تو نعمت امیر کی اونکو اسکی اجازت کیوں دیتے اور خود اونکی ذات
 قدسی نہغات پہنچیں ہم ایسا اور چاہتے نہیں کہ کہتے اور اگر وہ عوی چہوٹا اور ناروا تھا تو حضرت امیر نے اونکو
 اس سے لیس سالہ باز رکھا بلکہ نہ ڈنٹاں نہیں وقت طلب ورنہ حضرت زہرا جناب امیر سب راہ اون معصومہ کے
 نزد ابو بکر کے چنانچہ کلمہ اعمال میں کہ جو بڑی معتبر کتاب اہل سنت و جماعت کی ذمہ روایت مذکور ہے عن ابی جعفر
 طاہر جارت فاطمہ الزہرا علیہا السلام کہ ابو بکر میرا شہا و جابر عباس بن عبد المطلب اطلب میرا شہا و جابر عباس علی قتال
 ابو بکر قال رسول اللہ لا نورث مارکناہ صدقہ قتال علی وورث سلیمان داود و قال ذکر یارثی ویرث من
 آل یعقوب قال ابو بکر یہ کذا و انت داود تعلم مثل ما علم قتال علی ما کتاب اللہ یطعن فیکون و غیر ذلک انتہی عن ابی جعفر
 سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہ سبوی ابو بکر سے بیت لائیں اپنے پدر عالی قدر کی میراث طلب کرنے کو لے اور حضرت
 عباس بن عبد المطلب اپنی میراث مانگنے کو آئے اور حضرت امیر ساتھ حضرت فاطمہ کے تھے ابو بکر نے کہا رسول
 خدا نے فرمایا ہے کہ میں ترکہ نہیں چھوڑتا جو چھوڑتا ہوں وہ صدقہ ہے پس حضرت امیر نے اسکی جواب میں آیا کہ یہ وراثت
 سلیمان داود یا یہ کہ یہ میراثی ویرث من آل یعقوب تلاوت فرمائی انتہت خلاصہ بقدر التماجدہ اس روایت سے
 وہ صراط طلب بنا رہا اور یہ ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت تو یہی حدیث میں حدیث احاد اور موضوع اور مکتوب
 اور باطل زبانی اپنی خلیفہ اول کے کہ جسکا نفع خاص اوس کے قائل کے ہی پیش کرتے ہیں وہ حدیث موضوع
 یہ کہ صحابہ کرام لا یرثون ولا نورث مارکناہ صدقہ معنی ہم گرد و انبیاء نہ تو وراثت پاتے ہیں اور نہ وراثت چھوڑتے
 ہیں جو کچھ کہہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے تو نہ لکھا سکا بھی موضوع ہونا حضرت امیر کے اس فرمانے سے عیاں ہو گیا
 کہ جو وقت ابو بکر نے جواب میں حضرت زہرا کے حدیث موضوع کرنے بیان کی تو جناب علی نے اوسکو مدعیان
 قیامی تلاوت فرمائی کہ جس سے انبیاء و العقبین کا وراثت چھوڑنا اور اونکو وارثوں کا وراثت پانا منافی آفتاب نیروز
 روشن و عیاں ہوتا ہے اور صحیح معنی اون آیات کے اس حدیث موضوع کے برخلاف ہیں بصر جو برخلاف خود
 جناب امیر کوئی شخص دو مرتبہ معنی اون آیات کے اپنے دل سے نہا کہ میں کہے یا چاہتا ہوں پیدا کرنے کی اولیات
 رکھیکہ ما و افقون احدکم مملون نے جب کیا تو نے پیدا کرنے پہلا وہ کس طرح قابل قبول کہنے ہوگی کیونکہ اوس میں
 اختلاف حضرت امیر کے فرمانے کی ہے اور میرا کہ حضرت امیر قرآن اور اوسکی تفسیر کو جانتے ہیں دوسرا اندامی ہرگز
 نہیں جان سکتا چنانچہ حدیث سبوی فاطمہ زہرا علیہا السلام و تلاوت حدیث طبری سلطونی عن کتابا نہ تو اہل

[illegible]

اے اللہ! انا اعلم ان اہل نجات ام نہار امی پہل امی جبل وغیرہ جیسے وہ ظاہری پس ثابت ہو گیا کہ جناب میرے
نے حدیث موضوع سخن معاشرہ انسا کو بہ حرکت بدل فرمایا اور قرآن مجید سے سند نہ کر سکا اور وہ
اور علامہ برین و دیگر دلائل اس کے باطل اور موضوع اور مکتوب ہو گیا عنقریب مذکور ہو گا اسی لئے کہ ثابت
ہو گیا حق حضرت زہرا کا ترکہ میں ان کو ہر حال قدر جناب رسول خدا کے اور فدائین بذریعہ ہذا بسیار ہو گا
مخالف انکار نہیں کر سکتا قولہ بدریہ میراث ہے اقول اعلم ان فی انتقاد ایراثہ عن اموال الانبیاء علیہم السلام
و نفاس طیفہ منہا ان اموالہم و اموالہم بعدہم ہم لا متبرعون فیہا علی وجہ الملکیۃ المستقلۃ بل تعبر بہم انما ہو اموال
مجدد التولید من اللہ ثم لکن انما فی الموادۃ علیہا فی یوم الحساب من اہل بیت و فیما عرفہ لان ذہ الوفاۃ
انما ہی علی الملکیۃ المستقلۃ لا علی التولیۃ الصدقہ و من پہنا ثبت انہ لا رکتہ فی اموالہم فان المال بالانتم و انتم
عیال انتم فہو فی حیوتم و بعد ما تم فہو صدقہ علیہم لا محالہ و تنہا ان الایام ابامہم غلاتہ علیہا و نہ علیہم علی
السلو لا نریہ لا نسبتیہ علی غیر نسبتیہ و تنہا انہم حیار فی عالم البرزخ و لہذا نہ علی الزواجہم فحل آخر بعد کما
معدنات لم یتوف عنہن الزواجہن و لہذا ایضاً علیہن عدۃ الوفاۃ کان الزواجہن حیار لم یوف عنہم الموت
فکذا ایراثہ فانہ لیس فی اموال الانبیاء و تنہا انہ لو کان فی اموالہم میراث یعنی بعض و رہتم موتہم بحکم المال
فیہلک بریدہ و سلامہ و نہ ایانہ ذلک الوجہ و تنہا انہ لو کان فی ترکہم میراث من علیہم انہم یحبون المال
الموتیہ و تنہا انہ جعل ترکہم صدقہ و لم یجعل لہم فی اموالہم ثواب الصدقہ و انما ایدانہ او انہ اعلم بالعصا و ہ
قولہ قلنا بعد کہ وارث ہونا ہ اقول لو سلم پس مراد یہ ہے اگر وارث ہوتے تو ہم ہی ہوتے مین نہ ہوتا نہ یہ ہر ہم بل
وارث ہوا و حضرت کے میراث لیلو باجمہل بالقوۃ کو بالفعل پر محمول کرنا اور یاجین و علی اندیشہ نہ سمجھنا خوب تہذیبی
علی ہر کہ لاول و لا قوۃ الا بانہ قولہ اگر کوئی شخص وہ اقول یہ کہ کوئی نہیں کہتا کہ حضرت میراثہ و مال کو
الراثہ الا مال کا ارادہ کیا تھا اور انکی شان و محبوبون المال جا جالی تھی یعنی جب مال کے وجہ سے وہ یہ چاہتی
تھیں کہ کسی دانگو نہوں اور سب کا حق مین ہی لیلوں بہتویہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بموجب ظاہر عموم قرآن کے
دعوی میراث کیا تھا اور وہ حدیث مضمون کا اس کے اس وقت ان کو علم نہیں تھا جب علم ہو گیا حضرت
صدیق کے بیان سے تب انت و رسول اللہ اعلم اننا با کمال محبتی ہذا فی روایہ اخری انت بہت
من رسول اللہ اعلم کہ ان فی اللہ ایضا کہہ را و ہو گئیں اور حضرت صدیق سے پہر گونہ راضی ہو گئیں کہ وصیت
ذیلک انہم کہانی شرح کج البلاغہ اب دوست شاد ہیں اور دشمن پر باطل موقوف ہو گیا کہ قولہ تو حضرت میراثی اور

اقول حضرت زہرا کا رنگی میرا ہے کچھ جناب ایڑ کی اجازت پر وقوف نہیں تھا فلم لاجچہ کی انہونی بلالہ
 اونی یہ دعویٰ کیا یا وہ قریشی خلیع ہی حضرت صدیق سے فیصلہ کر کے راضی ہو گئی تھیں مبارک باد دوست
 شام دو شمن باد اور اگر بطلانی بھی ہو تو شاید یہ حدیث اس وقت تک اس کے نزدیک معمول اور پر سوال خاص
 کی غل غلہ نہ رہے نہ اس کی وجہ سے کہ وہ نہ ہونے رجوع کیا جو معتوس طرف هجوم کے پس منحنی ظاہری متفق علیہ
 پر پڑا غلط تہی کلا کیا یہ جو بھانجرا دم فائز طلب یہ بیان دلیل قلعی اسکی نہیں ہو سکتی کہ یہ حدیث جناب
 امیر کا دم تہی ہو آپا بھی نہ ہوا نہ چین سے لاقبال اندوہ بن اگر اپنی جناب سیدہ کی جانب سے باوجود علم
 اس حدیث کی خلاف ورزی کیا ہو تو کیا مجید ہے واللہ اعلم بالصواب قولہ چنانچہ انزال اللہ اقول بر تقدیر تفحص
 جناب امیر کا غلط اور باوقوف اولین کی اپنی خلافین یقیناً بلا دوس قسم کی دایا کوہ اسکی خائف ہوں چہ نہ نانا ہے
 اور یقین دلا ہے کہ اس قسم کی روایات جملہ موضوعات اونی شائع ہوں کے میں کہ جو وقت استیلا و غلبہ ہار کے
 ذرا یہ تہمت سوار ہوئی جو خود را شافی زحیف مینو نہ کدانی مجالس المؤمنین اخیرہ واللہ اعلم بالصواب و بجز
 یہ روایت اسکی تسلیم کرنے میں جناب امیر کی حجت پر چند آیات قرآنی سے جو کمال نفی ہوئی حاتی ہی ہو کہ
 کہ کتاب اللہ تو مطلقاً بسم نہیں ہیں جو تو انہی کہہ دیا کہ کتاب اللہ مطلقاً نہیں ہے یہ تشبیہ کو ہی جاری نہیں
 میں مکن ہو کتاب تو ان کے جناب امیر و جواب قول انی بکر کرات واللہ اعلم بکمال ما اعلم یون قرأت کہ وہ اسلام اللہ
 تو البتہ پوری پوری دلیل تمہاری جو حق و ازا لا ظاہر و اندیس نہیں قال وجوہ استرا ع فک قبضہ سے
 جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی پہلی وجہ مذکور کے امتیز نے یہ تحریر کیا کہ حضرت
 زہرا و جناب شیر خدا علی مرتضیٰ انہی کے سیرجے تعلقی نہ ہو اور حضرت امیر و جناب فاطمہ زہرا ہمیشہ باری
 دست گرد رہیں اور ان پر بار خا جوہ سے اور کم مذکور نہ وقت کی طرف خیال کریں و دوسری سے لینے والوں
 نے اس سے نفع منظور خواہ اسکی اتنی لپٹ عرف میں لا دین یا اپنے ہاتھ سے خود کو تہتم کریں اسکی
 جو سیکے احمق سے قطع ادنیٰ پکار دو اس سیدہ کا دم ہر گاہ اس صورت میں نہ ہوں نہ کیا کیا کہ خلق اللہ ہم سے
 نفع چکر چین ہی جاسکتی اور حضرت امیر کی طرف سے جاسے کی پس باری نہ وقت میں کچھ نعمان نہ ہو گا میری اللہ
 سے یعنی والوں نے یہ سمجھا کہ اگر مقدار کی شرفی ایک لاکھ اور میں ہزار روپیہ سالانہ داری انکی اس روایت
 میں نہ قابل دینا انکی تو میر زیادہ ہوگی اور لوگ انکی طرف رجوع ہستے دوسرے بسبب اپنی خیانتی کے اب
 جانتے کریں کہ اس کے تمام اصل والوں کو تقسیم کر دیا کریں گے تو خلق خدا اسے نصیب ہو گا نہیں کو باقی اور

اور نہیج نام کو لکھ کر پیکر کو کون پونچھے گا کہ جس نے جو مذاہیر بسیار و رباب حصول خلافت نبی کی ہیں اور کچھ اور کچھ
 حاصل کر پایا ہے وہ ساختہ اور پرواختہ اور لکھی بیٹھ ہماری باطل جاتی رہے گی ہماری تو خلافت بزرگوار آیت
 لوگ حضرت امیر علی کو امام جانیں گے اس حالت میں بہتر اس سے کوئی تدبیر نہیں پہنچ سکتی تھی جو مذکور
 کو انکی لیب و سحر کر او سے لایا واقعی یہ تدبیر اونکے موافق حصول امور دنیا و دینی کی تھی چنانچہ یہ تدبیر اونکی تدبیر
 کا پوری طرح سے نشانہ پر مینا اور مطالب دلی اونکے جیسا کہ چاہئے و میسائی برآیا اور نشانہ جہد العزیز و بلوغت
 و جد مذکور کی لیکر واپس نہ دینے کی یہ لکھی ہے کہ در صورت حضرت عباس و ابی طالب علیہ السلام کی طلب
 و اگر وہ برائے خود عین قسم زمینیا و دیہات ہی خواستہ و کار بر او بکر شکامی کروند میں کہتا ہے کہ اس
 یہ نہیں ہے کہ جو شاہ صاحب نے تحریر فرمایا بلکہ حقیقت وہ اور ہے وجہ یہ کہ جسکے سبب سے جناب
 خلافت آب نے مذکور لیکر اور دعوی حضرت زہرا کی اہدایہ کر کے واپس نہیا وہ وجہ یہ ہے کہ او سہولت نے
 اپنے دل میں یہ تصور نہ کیا اگر حضرت زہرا کے دعوی کرنے پرینے انکو آج مذکور ویدیا تو حضرت امیر
 انکے شوہر اپنی خلافت کا دعوی تو کرتی رہتے ہیں یہ حضرت علی کو اونہیں لیکر اپنی خلافت مانگے کی
 نے انکھری ہوئی اگر مذکور ویدیا تو خلافت ہی ضرور دینی ہوگی چنانچہ یہی وجہ ابن ابی احمدر نے
 شرح فتح البلاغہ میں علی فاطمی مدرس در سہ عربیہ بغداد شافعی مذہب سے نقل کی عبارت اوسکی ہے
 لہ اعطایا الیوم مذکور ہو کر ہوا تجارت اید خدا و ادعت لہ و جہا الخلاقہ اور یہ عبارت در میان ایک
 عبارت طولانی کے واقع ہے وہ یہ ہے قتال مسکت علی بن علی الفارقی الشافعی مدرس المذہب الشافعی بغداد
 فقلت لہ الا کانت صاوتہ قال نعم فقلت فہم لم یرفع الیہا ابو بکر مذکور وہی عہدہ صاوتہ فہم ثم قال لہ
 ایضا مستحسان ناموسہ و ترنمہ و قلہ و عاتبہ قال لہ اعطایا الخ ہلانا ما دافعت لو ان ہا تو کون کیا جانیں اور کم
 علم بچا رہے بڑی بڑی کتابوں کے مضامین پر کس طرح مطلع ہوں جیسا کہ طرفداران اخذین مذکور نے
 ایک وہ بات اور ہر اوہر کی بیان کر دی یا ایک وہ تاویل دیکر بتلائے گئے ہوا ویا ویا سا ہی "نہوں نے
 مان لیا اور اوسکو بھیج او بھیج جان یا بعضے ناواقفوں نے جہاں کے دل میں طرفداران انہیں ارشاد سئل
 وحق بتل کی محبت اس طرح ذہن نشین کر دی کہ انکو ذہن میں ایسی تقریریں کس طرح نہیں آتیں وہ تو کس طرح
 نہیں لے تے کہ حضرت ابو بکر نے ایسا کیا ہوا اگر وہ لوگ ہی اس تقریر کو کہ ملائی کتابوں سے ماخوذ ہے پورے
 پورے درست خود کہہ سکیں گے یا جہاں یقین ہے کہ انکے ذہن میں جانی حق و صلاک علم لوگ جانتے ہیں کہ

عربی اور فارسی زبان کی کتابوں سے فیضیاب نہ ہوتے تھے اور چینی طرح یہ حال ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ چونکہ یہ تقریروں کی زبان میں ہی لہذا اس سے وہ لوگ بہت بے لطف اور ہٹا کھٹکے اٹھ کر اصل بعد نبوت حق و دعویٰ صحیح حضرت زہرا فدک اور دوسرے حضرت ختم الانبیاء میں اور بعد بیان وجہ اخذ فدک اور جواب پس ندینے فدک کے حضرت زہرا کو باوجود اولیٰ حق ثابت ہو چکے جو منہجہ اوس سے بڑھ چکا ہو اور جو عنبر کرنا ہوں۔ قولہ وجہ انشراح فدک اہ اقوال یہ وہ بہت پسندیدہ علامت ہیں ان میں آئے ہیں کی رسائی سے گویا عجیب نگاہ رشتی کی ہے اگرچہ یہی ابازت ہو تو ہم یہی چہاں تعلق سے کچھ کہیں کہ شاید وجہ انشراح یہ ہوں کہ اول قول انشراح اوسکا شاید اسفرض سے لوبہ نے کیا ہو گا تاکہ یہ حضرت ابراہیم جلیل اور فاطمہ اور صرف کے احوال غیر تائید سے محض نظر میں اور ذرا غیاث الایمان سے عبادت و اسالیب و غیرہ کے جو جان اور نگاہ سے واقع نہ ہو دوسرے کثرت مال اکثر شہر مع طاقی پرستی و مہوش کو پناہ نہ دی نے کہا کہ گریہ و بات بزدلی مگر وہی حردی تو شاید انہوں نے یہ سمجھا کہ مبادا کوئی انہیں سے مل کو مال مست ہو جاوے اور خاندان ہو چکو یہ کہتا ہوں۔ سوم یہ کہ چنان مال ہو تا ہی و مان چہر اور وایت دشمن مال ہر دشمن جان ہو جائے میں تو ان کے مال کی بد سے دشمن جانی پیدا ہو جائیگے لہذا ان کے ختمین انشراح ہی بہتر تو ابقا سے اب آپ ان ہماری وجود پرانی وجہ کو ترجیح تو دیکھی جلاہم ہی تو دیکھیں فان لم تغفلوا ولن تغفلوا فاقولوا ان الراتی وقتو ما الناس والیچا اذ احدثت لظاہر ان قولہ میں کہتا ہوں اہ اقوال تم جو کچھ چاہو سو کہو مثل شہرہ کی کہ مازنی کا نام **ج**اتا ہے مگر کہنے کی زبان نہیں پکڑی جاتی میں حضرت فاطمہ ہی سے منہج کرنا ہوں کہ انہوں نے اپنے جناب شہر کی خلافت کا دعویٰ اپنے دعویٰ فدک کی نسبت نہ کریں بلکہ پرکھنا تھا اول اگر حضرت ابو بکر کو کوشش کر کے پرہیز خواہی سے کہ پائین تو فدک کا جہر اکہان رہتا فدک کی طلب سے تو خلافت کی تسلیم باقی جاتی ہے علاوہ برین میری سزا کتب شیعہ میں کوئی روایت طلب خلافت کی جناب سیدہ سے نہیں گذری بلکہ انکی روایات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ کو سوائے اپنے دعویٰ فدک کے دعویٰ خلافت کچھ سسرور کاری نہیں تھا و چنانچہ جناب امیر کو ہی سوائے دعویٰ خلافت کے دعویٰ فدک میں کچھ انتہام نہیں تھا چنانچہ الفاظ ناشائستہ و ناپائستہ و موجد سے جو جناب سیدہ نے نہایت کھو سکھے وہ انکی کتب احتجاج وغیرہ میں موجود ہیں تو خود بائد تم خود بائد قولہ خلافت کچھ کے لئے لڑائی نہ تھی۔ اقوال حضرت صدیق کو یہ اندیشہ حضرت زہرا سے کیونکر کوئی تجویز کر سکتا ہے حالانکہ اگر فدک کو پس دینے تو اپنی طرف سے دیکھتے چنانچہ کھٹکی کی روایت میں وہ ہمیں دینا جو انہی سے تو دیکھتے

فاطمہ بین اوس شخص سے راضی ہوا اور جس شخص سے میں راضی ہوا اوس سے اللہ راضی ہوا اور جس شخص
 پر میری بی بی فاطمہ غضبناک ہوئی میں اور سب غضبناک ہوا اور جس میں غضبناک ہوا اور سب خدا غضبناک ہوا اور
 ہوا اور اس شخص کے کو اور سب اور اس کو شوہر علی پر ظلم کرے اور ویل ہے واسطے اوس شخص کے کہ او کی
 اولاد اور اس کے دوستوں پر ظلم کرے انتہایت علامہ اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت رسول
 نے اون عالموں سے کہ جو حضرت زہراؑ کو ملکی بی بی پر اور خباب امیر المؤمنین علیؑ کو شوہر حضرت فاطمہؑ اور اولاد
 اجماع اور او کی دوستوں کو بیوہ ملی بی بی اول ہی خبر دی کہ او کی ظالم کے حق میں بد عافاتی تھی اور غضب کو
 اپنی دختر اربابہ جگر کی موجب غضب خدا اور اپنے غضب کا فرمایا چاہے انصاف پسند لوگ اپنے نوکر کو کلمات
 و اذکار متبع کمال میں قولہ تبتہ و نثرہ اقول بدینہ و بدعہ یہی کہ بسکونم پریشان جو نئی تھی روایات و
 اقوال سے اندر نہ کیجید تمام استنباح فرماتے ہوا و ایمان اپنا اگر دلتہ ہوس نہ نتیجہ سے تو تمام بین ایمان
 نہ ہا راتبا و ربو ہوا جانا ہے اور ہو گیا مگر تاکو یہ معنی ہوتی و لکن لاشرون افسوس صد افسوس اس مژدہ اور
 نتیجہ کو ذرا یہ لکالین انطا العالمین عن الناس اور یہ لیسفوا ویسفو الا بحون ان یغفر لکم پر اور ان حاکم
 یعنی پر سید رسالہ قول فصل میں درج میں عرض کر کے دیکھو لو کہ کچھ لڑہ و نتیجہ برآتا ہے اور کیا وہ نہ کہہا ہا
 خدا کے واسطے یہ تو کہہ کر خدا نے اپنے احکام اور عدوئی اور وعدہ و وعید کے ساتھ اور دن ہی کو مکلف کیا و یا
 اپنے نبی کو حکمت رکھی ہے کیا اور لوگ تو نہ بطلم غیظ اور غوغا عن الناس و اندہ حجب سین کی نیت سے اور ان
 ان نتیجہ لکم کی گشت ہے ہی ہر موزوں اور یہ بلا اس شرط کی ہو گیا موجب حدیث غلیبی ان العیہ لیکن مظلوم
 غایزال یہ دعویٰ کون ظالم کے اور ہی کو فی مظلوم ہے ظالم کو کوئے کلمت بھی ظالم ہو جاتا ہے یا یہ بھی ہو جاتا ہے
 کیا اور ہی کہ فی حدیث الرجل ینصب فایرضی حتی یدخل النار کا مصداق ہو سکتا ہے یا یہ بھی ہو سکتی ہیں پس میں اور
 اپنے دین کو برباد کروان مقدمات اور اس نتیجہ کے اثبات میں تمہارے دین کی خبر نہیں ہوتا ہو سو ہو و لکن لا
 البغض ہا راتبا و ربو یہ ہی کہ الیہیت رسول اللہ اور اصحاب رسول اللہ سب آپس میں حکم تھا رہیم نہ بد شکرت ہے
 اور جو کچھ باہم ان کے اذیم مشاجرات ہوئے ہیں صحیح اونیہ سے محمول اور بحال نیک ہیں اور راشی میں خطا نہ تھی ہوگی
 نفسانیت کو اوسین ہرگز فعل نہیں اور تمہارا ختمہ نہ ہو کہ ان کے آپس میں جہری کساری تو چھٹی پیرا رہی تھی ہفتی بھی
 روایات و مژدہ و مژدہ کہ تم نے باہم یہی ثابت کرتے ہو کہ اوسنے ظلمان سے کری اویسی جوت اوس نے آباد ہی کو
 اوسکی کہوت نوز و ما نہ تم نوز و ما نہ تکا و السموات تیظرون مند و مشتق اندر و بحر و بحال ہا قول چاہیہ چاہیہ

[illegible]

اثناء فوق ثلاث ایام یعنی ثلاث خیرین مسلمان کو کہ چھوڑ دے اپنے پہا کی مسلمان کو زیادہ تین رات سو اور
 زیادہ تا وقت وفات حضرت زہرا کا چھوڑنا ابو بکر کو صحیح بخاری کتابت و تفسیر دیگر مقبر کتابوں سے اہل سنت
 کی ثابت ہو آیا جو اب مسند لوگ نہ مابین کہ انہیں صورت حضرت ابو بکر اہل عقل و ایمان کے نزدیک
 کیا قرار پائی کوئی با ایمان رسول کی بیٹی حضرت زہرا صلوات اللہ علیہا پر یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ نوشہم
 رسول خدا کے خلیفے واسطے حجاب رسول مقبول فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنتہ اور ابی ابی الی فاطمہ زہرا میں برابر
 زل الابرار میں ہو اور یہ کتاب بحال پیش نظر حقیر حاضر ہے معاویہ کے حکم فعل حرام اور ناجائز کی جو میں نے اب
 ان روایات سے یہ امر ثابت ہوا کہ حضرت زہرا سیدۃ النساء ابو بکر کو مسلمان بخانتی تھیں لہذا تا وقت آخر
 کہی اور نہ مکالم نہ بین اور صاحب قول فضل نے جو لکھا ہے کہ حضرت زہرا ہجران ابو بکر کیوں کرتیں اور ان کو
 اس سے نہ لایا جیل مسلم انحرکی ہوا ابی بکر صالح نہیں تھا اگر نہ فی اسکا معتقد ہو تو حضرت زہرا کے ایمان کے
 معاویہ کا ہوا ہو بیٹے پس یہ شخص وہو کا دی ہے اسے کہ نامہ ارضینا جناب فاطمہ زہرا کا اوقات
 خود ابو بکر سے اس کی صحیحین میں مندرج ہے اور اسکا کیونکر انکار ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں معاملہ بالکل
 اس کو کہ یہ ہجران حضرت زہرا کا سلب ایمان و اسلام ابی بکر پر موجب روایات مقبرہ اہل سنت بڑی پکی دلیل
 ہے اس جہت سے کہ اگر حضرت زہرا ابو بکر کو مسلمان جانشین تو بھی تا وقت وفات خود بولنا بھیجوتیں اور
 ہجران ابی بکر تین اوگو کوئی ازادہ مکابرہ برائے حفظ خلیفہ اول اس طعن سے کہی کہ ایذا سے فاطمہ زہرا
 خدا اور رسول کی ایذا نہیں اور نہ اسکی حرمت جاری نہ کیا ثابت ہے تو اس کے جواب کو احادیث مذکورہ کافی
 ہیں لکن بجز یہ توضیح ابن حجر کا ہی قول نقل کرتا ہوں فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے
 فی الحدیث تحریر اذی من یتادی البنی یتادیہ لان اخی البنی حرام تھا فاطمہ علیہ السلام و قد حرم بانہ یوزیہ مافی
 فاطمہ فعل من وقع منہ فی غی فاطمہ بنتی قتادہ بن یحیی یوزی البنی یتادیہ لان اخی البنی حرام تھا فاطمہ علیہ السلام و قد حرم بانہ یوزیہ مافی
 علیہا حاصل یہ کہ تحقیق ایمانی کی حرام ہے اتفاقاً قلیل ہو یا اکثر اور یہ امر یقینی ہے کہ ایذا پاتے ہیں حضرت رسول خدا
 لہذا جس جہت کہ جس چیز سے فاطمہ زہرا ایذا پاتیں تو ہر وہ شخص جس سے فاطمہ کے حق میں کوئی ایسا امر واقع ہو
 جس سے جناب محمد نے ایذا پائی پس وہ شخص اس حدیث صحیح کی شہادت سے پیغمبر خدا کا ایذا رسان ہے
 اور فاطمہ کی ایذا رسانی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں انتہت علامۃ اور اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث کے معنی غضبت کی
 سیاق میں محض وہو کہ وہی ہے کیونکہ غضب حضرت زہرا کا سبب بننے سے فک لہذا دیگر ذکر رسول خدا کے ساتھ اتفاقاً

نیز روشن ہوئی عبدالحی محدث اہل سنت نے شرح مشکوٰۃ میں اشکال اشغال فی التفسیر کے بعد یہ فرمایا جو
 مشکک تائین حقیقہ فاطمہ زہرا سے زیر کہ اگر کوئی کہہ دے کہ جابل بود یا بن بنت بمعیدت و از ان کہ کہیم کہ تائید
 اتفاق نیفتاد و از اشباع این حدیث از حضرت مشکک می شود کہ بعد از اشباع این حدیث از ابو بکر شہادت
 صحابہ بان چگونه قبول نکرد و غضب آمد و اگر غضب پیش از اشباع حدیث بود چرا بر نکشت از غصہ تا آنکہ
 با تکرار تائید تائید مانع ہوا بجزرت کہ ابو بکر را بلکہ انہیں محدث نے شریعت مشکوٰۃ میں ترجمہ حدیث صحیح بخاری کا اسناد
 لکھا ہے پس در غضب آمد فاطمہ پس چرا کہ ابو بکر را پس ہمیشہ بود بجزرت کنندہ را در انما انکہ و فاطمہ است قبلہ
 محدث اہل سنت نے ہی منی وحدت کے غضب قرار دے تو اب اس مسئلہ کو کیا بحال تاویل باقی رہی ہے
 یہ تاویل علیل صاحب قول الفضل کی حرو و دیو کی لیکن بزم توضیح اور تین ہی بیان کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ نہایت
 جو عیوید اس بات کے ہیں کہ ہمارے خلیفہ اول ابو بکر نے حضرت زہرا کے گھر جا کر صفائی کر لی اور وہ راضی ہوئی
 چنانچہ دیاض الشفرہ میں مذکور ہے عن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمہ بنت رسول اللہ غضبت علی ابی بکر فخرجت ابو بکر
 حتی قام علی بابہا الخ یعنی اوزاعی سے روایت ہے کہ کہا او نے مجھ کو یہ روایت پہونچی ہے کہ تحقیق فاطمہ بنتی رسول خدا
 کی غضبناک ہوئیں ابو بکر پر پس خارج ہوا ابو بکر تا انیکہ کہہ اسے او پر دروازے فاطمہ کے انتہت خلافت ہم را
 روایت میں راضی ہونا حضرت زہرا کا لکھا ہے اول تو اس روایت میں ہی لفظ غضبت بصراحت وارد ہوا ہے
 دو مرتبے اول معصومہ کے پاس رہے صفائی اور رضامندی کے لئے جانا دلیل انکو غضب کی ہے ورنہ در صورت
 غضبناک ہونے حضرت زہرا کے انکو راضی کرنا کیسا اور انکو پاس صفائی کو نہ جانے کیا معنی ہوا معنی راضی کر لی لئے
 تو جب ہی گئے تو کہ جو پہلا اس سے حضرت زہرا غضبناک تھیں اور ان معصومہ کو پہلا اس سے ابو بکر غضب
 اور غصہ تھا در صورت عدم غضب حضرت زہرا برائے صفائی و رضامندی جانا کیسی بے معنی بات ہے اس پر
 سے بھی تاویل علیل صاحب قول الفضل کے باطل ہو گئی قول اب رہی یہ بات کہ شیخ عبدالحی اہل قول حضرت شیخ
 عبدالحی محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ اور دراج النبوة میں خود روایت رضامند ہو جائیگی ہی بعد ذکر روایت راضی
 کی کئی ہر مگر تم ایک کا تو ذکر کرتے ہو اور ایک کو اخفا فرماتے ہو یہ کیا نا انصافی ہے اگر جلا کو دیو کا دیو کی فوج کا
 تو تھامد وہو کے میں نہیں آنے کے اور رضامندی چونکہ عقلا و نقل و تعین ہی ہونا راضی ہی بخلاف انکے کہ اسکو
 عقل اہل ایمان کی باور رکھی ہو اور نہ نقل ثقاہ کی تعین ہو سہو ماتی ہو بلکہ وہ عقیدہ مسودہ قابل تاویل اور محمل
 پر محمول ہو سکتا ہے تو ہر مگر تم کو ان جہت اپنا ایمان بخارشی ہو اور کیوں مصداق قدس و اولوا اولوا کے نبی ہوا محمل مقتوہ

میرا اسکی غضاضت اور جناب برحق اور روایت اس خبر کی صفائی اور مخالفت اور عار و ندامت و محبت انجمن
 برحق و ہم اسکی قبول کر لین و دوسرے کے یہ روایت موضوع اہل سنت کی ہر خبر کیا محبت جناب برحق
 ابی الحدید نے شرح بیچ البلاغ میں لکھا ہے کہ معاویہ نے کچھ لوگ اصحاب رسول خدا اور تابعین سے اس بات
 کے لئے مقرر کئے تھے کہ حضرت امیر کی شان میں قبیح روایت کہ جسے او حضرت بطین دار و ہوتا ہو اور لوگ انکی
 طرف سے اور روایات کو دیکھ کر ہر جاویں بنایا کریں مثلاً اور روایات موضوع کہ نبیوں کے صحابہ رسول
 ابو ہریرہ اور عمر بن العاص اور زید بن ثعلبہ سے عروہ بن زبیر بن عبادت اسکی یہ ہر ان معاویہ
 وضع قوماً من الصحابة وقوماً من التابعین علی روایہ اخبار قبیح فی علی نقی الطعن فیہ والبراءۃ منہ وجعل لہم
 علی ذلک جعلاً یغیب فی مثلہ فاختلفوا ما رناہ منہم ابو ہریرہ وعمر بن العاص والمغيرة بن شعبہ ومن التابعین
 عروہ بن زبیر بعد اسکے کچھ احادیث موضوعہ عروہ بن زبیر اور عمر بن العاص کی بنائی ہوئی بیان کی ہیں ہر
 ابو ہریرہ سے یہ روایت نکاح نبت ابی جہل نقل کی ہے ہر کہا ہے و ذکرہ المرقعی فی کتابہ المسمی تنزیہ الانبیاء
 والائمة و ذکر انہ روایہ حسین الکرمی و انہ مشہور بالانحراف عن اہل البیت و عداوتہم والمنصاف لہم فلا یقبل
 روایتہ یعنی ذکر کیا ہے اسکو سید مرتضیٰ علم الہدی نے اپنی کتاب مسمی تنزیہ الانبیاء والائمة میں اور ذکر کیا ہے
 کہ وہ روایت حسین کرامی کی ہے اور حسین کرامی مشہور ہے بانحراف من اہل بیت رسول خدا سے اور ان
 کے عداوت اور غضب میں پس نہیں قبول ہوتی روایت اسکی پس جبکہ راوی اسکا حسین کرامی انحراف
 از عنایت البیت رسول خدا اور وہ عداوت اہل بیت ہی رکھتا ہو اور معاویہ نے اسے براے طعن
 جناب امیر موضوع کر لیا ہو اور یہ امر کتب سے اہل سنت کی بخوبی واضح ہو تو ہم اسکو کس طرح قبول کر لین
 اور ابن ابی الحدید نے اس مضبوطی شرح بیچ البلاغ میں ابو بکر جو ہر خبیث نقل کیا ہے اور سید مرتضیٰ علم الہدی
 رح فرماتے ہیں یہ خبر باطل اور موضوع غیر معروف ہے اور زوال نقل ثابت نہیں ہوئی اسکو کرامی نے
 واسطے طعن جناب امیر کی معارض ذکر شریف انجناب ذکر کیا ہے اور وہ دشمن البیت تھا اور اگر جناب امیر
 نبت ابی جہل کے ساتھ نکاح ہی کرتے تب ہی تو باعث طعن حضرت امیر پر نہیں تھا اس لئے کہ نکاح چار
 مردوں کا امت رسول خدا کے مردوں کو ایک وقت میں جائز وہ تو موافق شرع ہوتا اور ہر خبر کو قبول
 سے برسر منبر بار مبالغ بیان فرمایا ہو اسکو پھر یوں منع فرماتے کوئی آیت قرآن میں اس حکم خدا کے نسخ
 کرنے کے لئے نازل ہوئی تھی یہ تو بھی بجا بات رسول خدا پر بخیر موعی ہے کہ اول تو جناب سے برسر منبر بیان

قرآن مجید میں فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تم کو
 نبی بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تم کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے
 وانا شاہد بآذانہ واجتہد ابن مردودی عن وجہ آخر عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی بن ابی طالب ربه انما يسلوه شابه
 منہ علی تو بموجب اسکی حضرت امیر مہدی علیہ السلام کی طرف سے شاہد قرار پائے پس ایسی صورت میں تنہا
 گواہی حضرت امیر کی مفید یقین اور لائق تہیہ ہی انوس کی جائز کہ خدا گواہی کو نہ صرف امیر کی تسبیح کر لی اور یہ لوگ
 مسلمان کا دم بہرے کو گواہی رو گین اور براہ مکابر کہیں کہ حضرت امیر اور امین زوجہ رسول خدا ایک مرد اور ایک
 عورت نہی یا تو ایک مرد اور مرد یا ایک عورت اور عورتی تاکہ نصاب گواہی کا پورا ہو جائے چنانچہ قول شائع ہوا تھا
 اما علی و ام امین فقط و رہا عن نصاب التہیہ و مرد و عہلان اور علی و ام امین اس پر وہی اس دلیل سے مرد ہو گیا
 سوال اسکے بغیر توضیح ہو سکی تہیہ میں یہ اور یہی کہتا ہوں کہ امیر و امین رازی سے تفسیر کیہ میں درمیان تفسیر تہیہ و
 ما فارت علی رسول یحییٰ کہ حضرت رسول خدا کے سوا نہ ہی حضرت زہرا کے دعویٰ کی استدہیق میں گواہی
 گواہی دی تہی چنانچہ عبارت تفسیر مذکور کی یہی فقہاء امام امین و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی گواہی دی
 فاطمہ زہرا کی امام امین اور مولائے رسول خدا نے اور نصاب امیر کا گواہی دینا سراج سواقت سے ظاہر ہو تو ثابت
 ہوا کہ حضرت زہرا کے دعویٰ پر حضرت امیر اور امین زوجہ رسول خدا اور مولائے علی علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ
 کے گواہی دی تہی تو اندرین صورت دو مرد اور ایک عورت کا گواہی دینا ثابت ہوا پس عی حضرت زہرا مذکورین
 پنجہ یہی پوری پوری طور سے ثابت ہو گیا اور واپس نہ دینے مذکور قبول نہ کرے گواہی کہ حضرت امیر کی اور حضرت
 زہرا کے جو مثلانے کا الزام مذکور کے تہذیب اور غائبین پر قائم ہوا اور بموجب حدیث ثعلبانی تارک فیکم الثقلین
 کتاب اللہ و عترتی امینتی حضرت امیر کی طرف رجوع کر کے مذکور حضرت زہرا کو دیا ہوتا تاکہ اس میں اتباع حکم جناب
 رسول خدا اور مولیٰ عزت الہیت کا تھا حضرت رسول نے اس حدیث میں حکم اتباع اپنی عزت الہیت کا دیا تھا
 پھر حضرت امیر کی طرف کیوں رجوع ہوئی گواہی قابل تسبیح نہ ہوئی اور اگر اہل سنت یہ کہیں کہ حدیث ثعلبانی میں مذکور
 قرآن پر عمل کر شیو حکم تہی اور عزت الہیت کی محبت کے لئے رسول خدا نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا چنانچہ بعضی
 جو بیان سکوت گزین میں ہی اصرار کرتے ہیں پس یہ کہ نا انکا غلط فہمی ہے اسلیو کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کہتے
 ہیں یا مدونست کہ اتفاق رشید و سنی ابن حدیث ثابت ہے کہ حضرت تفسیر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودی تارک
 فیکم الثقلین ما ان تسلم بہا ان تفلو العبدی احدہا اعظم من الاخر کتاب اللہ و عترتی امینتی پس معلوم شد کہ در مقامات

در مذہبات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر حلالہ باین : پیغمبر علم است پیغمبر نبی است پس نبی کی نفس این دو باشد
و ما سور شریفه تبتہ و تعلقہ ما بلین و ما معتبر است پس یہ جب اس حدیث کی ہے اس کو طرقت حضرت امیر کی ہجو
کرنا چاہیو تبا جو کچھ کہ وہ مذہب دنیا کو سپر عمل کرتے اور بیکہ حضرت ابو بکرؓ باوجود ایسی دینے حضرت امیرؓ
کے خدا بنایا وہ انہی انہی کو کی بدکردی و تقویہ عمل او نکاحا سب تحریر شاہ صاحب بالکل نامعتبر اور باطل قرار پایا
حکامات نبیؐ تو نہ صرف رسولؐ نے اپنی امت کو اتباع علیہت کو علم فرمایا تھا اور دوسرے در صورت
پیغمبر کا مانتی نہ تھے کہ یہی ہیں کہ خلیفہ اور ایما نہ تھے ہر حضرت نے اسے خاک لے لیا اور دوسرے اور
موجود ہیں کہ نے کی نصیحتوں کو بھی دعویٰ کیا مانتی اور جانوائے اس بارہ بگر رسولؐ کو جو خدا کا مانتی
دعویٰ پر گواہ تھے اور بیکہ دعویٰ بر حضرت امیرؓ اور امین اور حوالہ جناب رسولؐ غداہ حضرت امیرؓ
اور حضرت امامؓ میں اور امام کا توم علیہ السلام نے لڑائی لڑی تو اسے روگردایا اور بیکہ سب قرآن و حدیث
حضرت امیرؓ کے لئے مشہور دعویٰ جعلی تصدیق میں ہے نہ نامہ روئے ابو بکرؓ پیش کیا او سکوی نہ مانا نہ بیکہ
باین تہذیب نہ رو کیا تہذیب و دعویٰ تہذیب کو بھی نہ مانا اور قبول نہ کیا برینہ جناب امیر علیہ السلام نے دوائے
خدا فی مسرت نہ ہر نہ تھے وہی کی تصدیق میں پیش کیں او کو بھی قبول نہ کیا کہ سبیل باعث وہ مسعود نہ مانا نہ
اور فقہان ان میں اور امیرؓ اور امیرؓ کو تشریف لے آئیں اور تہذیب سے حکام نہیں چنانچہ علم حکم حتی توقیت
نہ تھے میں نہ تھے نہ باین بل انصاف فرما میں کہ وہ اسی کا نام ہی اور محبت آیا اسی کو کہتے ہیں افسوس او سک
کہ نہ تھے رسولؐ ان وفات پاستی جناب فاطمہؓ او کی بارہ جگہ کی یہ تقریر ہو گئی اگر حضرت زہراؓ کے نام پر نہ
تھے کہ بہترین ہوتا تو وہ مسعود دعویٰ ہو کہیوں کہ فی تہن حضرت ابو بکرؓ کے مسند خلافت پر نہ تھے ہی یہ جگہ
حضرت زہراؓ سے کیسا شروع ہو گیا اگر اہل سنت جناب خلافت باب کو اس ضمن سے بچائیں گی تو حضرت
فاطمہؓ کہ دعویٰ کرنے بطور ناجائز کا جواب دینا ہو گا کیونکہ دعویٰ کرنا اور نکاحا بر تبا ہے کہ بکتاب اہل سنت کی
روایات اور عبارات سے مانا جناب خیر ذر روشن ہے چنانچہ گواہ جو بہی کی طلب کو گئی اور جناب ابو
نہوئے کا صاحب شیخ موافق وغیرہ نے جواب ہی جو دیا ہے اگر حضرت زہراؓ نے دعویٰ نہیں کیا تہذیب ان کو گواہ کریں
طلب کو سنے اور اگر کیا تھا تو وہ دعویٰ یا تو تھا تھا تو ابو بکرؓ نے خاک او کو در صورت صدق دعویٰ کیوں نہ فرمایا
اور اگر زہراؓ اہل سنت کے وہ دعویٰ چھوٹا تھا تو حضرت فاطمہؓ ہر کی طرف سے جواب دیں کہ انہوں نے
رسول خدا کی مانتی ہو کر کیا دعویٰ کیوں کیا اور کہ انصاف پسند لوگوں کی خدمت میں یہی عرض

[illegible]

یا نہیں کہا اور کہانی میں کیا ہو کہ فکرت ترک الترض لہما سو جو دینا نہیں ہو کر اس کو نیکوئی کہ حضرت زہراؑ انہما دوس
 لہما کو مانتے ہیں لہذا اگر اس کے پاس سے لپٹ کر کہہ جائیں راہ میں یہاں عرصہ صاحب نے اس کو دیکھ کر چھین پہاڑا توڑ دیا
 حضرت ابو بکر کا کیا تصور میں بہا تجب کرتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین کو دیکھو ای کے تنہا کیوں چھوڑا ہے سب اور اپنے
 ساتھ کیوں نہ لاسے تھے اگر وہ نہ ساتھ آتے تو حضرت عہد صاحب کو چھین پہاڑی کیا مجال ہوتی اور اگر حضرت نے
 تنہا چھین تو انہوں نے اس کو لٹا کر بھل میں چھپا کیوں نہ لایا نہ تھا تو چھین اس کو کھانے کیوں لاقراؤں اگر وہ کتاب
 چھپی پوشیدہ ہوتی تو حضرت عہد کیسے دیکھ سکتے اور پہاڑا چھوڑی کی ذلت کیوں نہ چھوڑتی تھی خود کردار عہد کی
 اب بی بی رویا کر دھونا تھا سو ہوئی گیا اور اگر کہو کہ عہد پہاڑے عمر کے چاہی تھا کہ حضرت ابو بکر پر کچھ ہستے تو ہیں
 کہ ہونگا کہ حضرت ابو بکر کج حال مخالفت حضرت عمرؓ کی نہیں تھی تفسیر کے کہ اس نے بیٹھ صبح پہنچا بیٹھ بیٹھ اور قسے قسے
 کر کے اپنی خلافت سے بیٹھ رہے ملا حول ولا حول الا باللہ قولہ اور ام میں نوجہ رسول خدا اقول اس خط کو
 سحر میں حیران ہوں کہ بالحد غلامیں سننا ہوں یا بیداری میں عقل میری ماری گئی اس کی دالے کی میں یقین
 کرتا ہوں کہ دنیا میں جب تک کہ سننے ام میں کو نوجہ رسول خدا نہ لایا ہو گا جو تم علی التواظیف و بارقہ پڑے ہو و امتداد
 ہذا نشی عجب جملہ ازواج مطہرات کے ساتھ تم اپنی تفسیر صافی میں دیکھ لو کہ پہچان اور ام میں کا وہ نہیں کہیں نام و
 نشان ہی نہیں ام میں تو ایک صحابہ تھیں نوجہ حضرت زید کی اور ولادہ حضرت اسامہ بن زید کی البتہ انھوں نے
 تھیں اور حاضر نہ تھے اولاد کی نہیں علی مافی شریعہ المواقف وغیرہ مگر شیعہ صاحب ان کے تفسیر ان حضرت امی ایک تھے
 لفظ ذریعہ میگئی کا علی مافی حلالہ المیون نقل فرماتے ہیں اور دوم علی مافی النکاحیہ یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ گویا
 او نہ ہوں حضرت فاطمہ کو نہنگ نہنگ کر جو کانسہ ضعی میں سے طعام لیلیا تودہ کانسہ فائس ہو گیا اگر نہ یقین تودہ
 کہی غایب نہ ہوتا پس شاید حضرت ابو بکر نے اس وجہ سے انکی شہادت قبول نہ کی ہوگی ملا حول ولا باللہ
 قولہ طرف حضرت امیر کی وجہ کرناہ اقول جب بنو دیکھ لیا کہ حضرت امیرؓ نے ہی باوصف اپنی خلافت کے انکی
 طرف کو جمع کیا تھا یعنی وہی عہد آ کر کیا تھا جو انہوں نے کیا تھا تو اب ہم ان کو کس بلنسے یہ لازم دین کہ ان کو شہادت
 امیر کی طرف جمع کرنا چاہئے تھا وادانہ ان پاداشی عجب قولہ ان کی امیر نے اہ اقول میں متحیر ہوں کہ ابن ابی العجیر
 کس خطابہ شمار میں علامہ مسند کے نزدیک ممد دین اور انکی کتاب شرح بیح البلاغ کس مرضی کی وہاں جو
 لوگ برے کو کو دے ان کے احوال ہمہ سند لاسے میں اگر وہ شریعہ سے حسب الزام اصول تنہا ہی موافق اور غیر
 جاری موافق تھے پھر انکی قول کا کیا اعتبار اور اگر خالص نہ تھے تو انکی توثیق اور انکی اس کتاب کی توثیق

یقول امامنا شریکاً لا نبیا الا لورث اور صاحب لحد البیضا کے شروع فصل میں اس کو غلط کر کے یہ کہیں اس مقام
میں اکثر روایات مخالف کو کوئی نقل کر دیا چنانچہ قول ابی یحییٰ و اکثر ما ذکرہ ہنما من الاخبار انما ہی من طرق العامة
معدوق قبل اس روایت کے ہمارے دعوے پر بری کی دلیل یہ کہ ابن ابی الحدید نے بعد نقل اس روایت کے

لکھا ہے مرفی فی الحدیث من الاشکال ما ہو ظاهر لانہا قد اذحت انہ محمد بن ابی ہریرۃ رسل المتقی ذلک اعظم العبد

وہو ائحدہ تکلیف سکت من ذکر ذلک ما لہا البکر وذا عجب من العجب تا شاؤیدہ کہ اس ابی الحدید نے بھی اس

روایت کو قبول نہیں کیا اور کتب حضرت زہرا سے کہ در باب ہبہ اور محمد رسول جو اس میں مذکور ہے تو جب کیا

بلکہ صاف لکھ دیا کہ رسول مقبول نے غیب کیا تھا اور وہ اعظم العبد تکلیف یعنی ہبہ تھا صاحب قول الناس نے واسطے یہ

وہی کے اوس روایت کو ہماری طرف منسوب کیا اور یا اوسکو یہ شہد ہوا کہ قبل اس روایت کے یہ مذکور ہے درود کی

قیمہ توری صبیحہ ماضی معروف کا نہیں صبیحہ ماضی معروف میں یہ گمان ہوتا تھا کہ قبل اس کے روایت کشف الغم

سے فصل ہی تو صاحب کشف نے اپنی کتاب میں اسکو مذکور کیا ہو کشف الغم حقیقہ کے پاس موجود ہے اوس میں یہ لکھا جا

یہ روایت اوس میں ہے مگر نہیں بلکہ وہی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ روایت کی گئی ہے اس باب ارت یا اس مقام میں اوس

صیغہ ماضی بھول کا ہے قولہ ابو البقری عاصی الذہبی اقول عاصی وکذاب تھا ابو البقری نہیں تھا بلکہ نہیں ہو کہ

سچ کہ کہتو کو گردن اور وہ عجب ہے کہ تمہاری ساری کھینی جو فاسد الذہبی اور کذا ابی روایات سے بری ہے چنانچہ فتح

ملاحد کے ملاحظہ سے یہ امر حیاں ہے تو ان روایات کو تو تم تب کو برسرِ چشم رکھتے ہو اور یہ روایت ابو البقری نے جو

بیچتی ہے روایت کی ہیں کہ ایک اوسین سے کہنی میں ان السلامہ ذلک لا نبیا الا لورث ایک یہ روایت ہے کہ جس نے اوس غلط ہو

اوہی کو تم اس بہانہ سے بے اعتبار نہ ہو تو یہ بولنا کہ کسی بے انصافی میں یہ خلیفہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ابو البقری تھا

کیسا ہی عاصی وکذاب ہو مگر اوسکی یہ دو روایت حق کی موافق ہیں کہ جو اجماع صحابہ سے اور انتشار توریث انصاری

کی اور اس اجماع میں بالبداہت حضرت مصوم ہی داخل و شامل ہیں تو یہ دونوں روایت اوس شایع حکم و مقام

وکنف تو مصدق کے صاحب ہوئی ہوئی ائمہ متہد اس اجماع کی اور کسی روایت کے محتاج نہیں رہے کوئی روایت

ہو کہ بولے یا نہ سیرہ اجماع کی دلیلیں ہیں بلکہ اسے کہ اسکو تزیین کر کے نہیں ہو سکتی اور کتب الاحکام حاشیہ میں ابو البقری

کی روایت کی نسبت لکھا ہے کہ ابو البقری نے روایت کی ہے تا یہ اثبات اسو متفق علیہا ہے انما لہیں بلکہ یہ اجماع معزز

متفق علیہا سے ہی تو اراکین پر معدولیت برای تا یہ اثبات انکی اجماعی خواہداشت و جو المطلوب قولہ

سوا ہی اس کے صاحب البیضا اقول یہ تھا کہ بعض شخص ساری ہے ورنہ صاحب لحد البیضا نے نہ اسکو

ہجرت ہو چنانچہ اتفاق سیوطی میں مذکور ہے ان کی نازل ہو کر لو عبد الحیۃ اور جناب سحاب متقی سید محمد علی طاب ثناء
 نے تعلیق الکامدین بعد اس حجاب کے تحریر فرمایا ہے و اگر ان میں ہر درجہ تفریق نہ ہو سکتا ہے کہ جواب دہ ہو
 کر اگرچہ مذکور ہو لیکن چون حق تعالیٰ نے اس علم انہی میں دیا ہے کہ رسول خدا صلوات اللہ علیہ اجمعین ہرگز نہ وضع نہایت
 از دست حق پرست حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ مذکور ہے کہ بہت خواہ آدم حکم ان از پیشتر نازل کردہ و در زو
 حکم امریکہ در استقبال خواہد پیش از وقوع او۔ مخالف نیست و امثال بسیار است و غیر الدین مدعی در تفسیر کبر و در ذیل تفسیر
 قوله تم ما جعلنا الروایۃ التي انشأها الاثنته الساس گفته القول الثالث فی الروایۃ قال سعید بن مسیب روى رسول الله
 نبی اتیہ نزلون علی منبرہ نزد القروۃ خاں ذلک و ہذا قول ابن عباس فی روایتہ و الاشکال فیہ ان ہذہ الایۃ مکیہ و ما
 کان رسول اللہ بکثر منبر قال و لیکن ان حجاب عنہ بآیۃ لا یعدوان یرى بکراتہ لہ بالمذنیۃ منبر یری انہ بنو امیہ یہ آیۃ یا جنبا
 بھی تو کہ میں نازل ہوئی تھی اور کہ میں منبر رسول خدا نہیں تھا غیر الدین راوی نے تو او کو سکا یہ جواب دیا ہے کہ خبر منبر
 رسول کی خدا نے کہ میں ہی حضرت کو دی تھی اور یہی تفسیر کہ میں ہی کہ نازل آیا تھا دو بار یہی سورہ فاتحہ کے
 بارہ میں لکھا ہے و ذہ السورۃ زلت بکثرۃ و بالمذنیۃ مرۃ اخری بھی کہ وہ مذنیۃ یعنی یہ سورہ نازل ہوئی ہے کہ میں الکیار
 اور مدینہ میں و دوسری بار پس یہ سورہ مکیہ مدینہ میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں لکھا ہے انہ الحسب الساس
 بعد احد کے نازل ہوئی ہے اور یہ آیت اول سورہ عنکبوت ہے اور یہ سورہ بالانفاق مکیہ ہے ہر لکھا ہے کہ یہ مذکورہ
 بیشک مدینہ میں نازل ہوئی ہے و اسکو سورہ کی میں شامل کرو یا پس سبب اکثر ہونے آیات مکیہ کے سورہ عنکبوت
 کی کہی گئی چنانچہ لکھا ہے علیہا نسب الکی لان الاکثر لان بکثر ہر کہا ہے کہ مثل اسکی قرآن میں بہت ہے چنانچہ سورہ
 غل کی ہے و بالاجماع اودین آیتیں اسکو اشکی مدینہ میں بعد یوم احد نازل ہوئی ہیں اصل عبارت یہ ہے و فی القرآن
 مثل ذاکثرۃ السورۃ النحل قالہا مکیۃ بالاجماع و آخر ثالث آیات زلت بالمذنیۃ بعد یوم احد پس یہ آیت ذات
 ذہ القریۃ مقدمہ و ما نازل ہوئی یا کی بار کہ میں اور دوسری بار مدینہ میں و اختیار کیا خدا نے حکم نازل فرمایا تھا اور یہ
 مدینہ میں ہی نازل ہوئی اور سورہ کی میں شامل ہوئی ہے و میں جواب مخالفین کے کہ کافی اور کافی ہیں اور سند
 ان وجہ کی کتب میں منتہی میں موجود ہے پس اہل سبکو تقریر صاحب قیل الفصل کی جو تعلیق میں نے شاہ عبدالعزیز کی پیش
 کی تھی خدا احمد علی ذلک بخیر بطور اختصار اسکو لکھا ہے تفصیل اسکی تعلیق الکامدین مسطور ہے جو حجاب و سخن و کتب
 سے اور دوسری القریۃ حضرت رسول خدا کی حسب تحریر ظہری ناظر ہے اور دوسری اولاد و صحابہ میں اصل عبارت یہ ہے و کل
 علی بن الحسین علیہ السلام لعل من اہل الشام قرأت القرآن کل من قرأ قرأت فی علی سر اہل ذلک و القریۃ ختمہ قال

[illegible]

فک ہم بود و سید فاطمہ را بخواند و از برائے او سچو نوشت و آن دقیقه بود که بعد از آنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 پیش ابوبکر آوے و گفت این کتاب رسول خدا است کہ از برائے من و حسن و حسین نوشته است انتہی اور یہ قصہ انفسی
 کے حوالہ سے موضع الصفاحین یہ عبارت مذکور ہے کہ بعضی گوئید کہ حضرت رسالت بسوئے فک حضرت امیر المومنین
 علی را دستاؤد سنانہ ہر دست امیر واقع شد بران ہنج کہ امیر قصد ایشان نکند و عیاط خاص از ان رسول اللہ
 باشند پس جب ریل فرد آمدہ گفت حق تو میفرماید کہ حق ایشان برہ رسول اللہ فرمود خوشیان من کہ سید نہ حق
 ایشان چیست جب ریل گفت فاطمہ بہت خواہد فک را بدودہ وانیہ از ان خدا و رسول است و فک ہم بدودہ وانیہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام فاطمہ را بخواند و برائے او چتہ نوشت و آن دقیقه بود کہ بعد از آنات رسول اللہ علیہ السلام
 پیش ابوبکر آوے و گفت این کتاب رسول خدا است کہ برائے من و حسن و حسین نوشته است انتہی اور سراج النبوت ملا
 معین بر زمین بھی در میان وقایع سند سابقہ ایہی مذکور ہے اور بیاض ابراہیمی میں یہ مسطور ہوا ان فک کا
 فی ہر فاطمہ فی ان علیہ مافی کثر اعمال اللہ علی الحق فی حدیثہ الرحم من کتاب الاخلاق من ابی سید قال لما نزلت
 و ات القرابی حدیثہ قال النبی یا فاطمہ کہ فک ای رواہ الحاکم فی تاریخہ قال تفرد بہ ابراہیم بن محمد بن سید بن
 علی بن حایس بن النجار فی الحدیث و السیوطی فی تغیر قولہ و ات و القرابی حدیثہ و احسن الزہرہ ابوعلی و
 ابن ابی حاتم و ابن مردودہ عن ابی سعید خدری قال لما نزلت ہذہ الایۃ و ات و القرابی حدیثہ و ما رسول اللہ فاطمہ
 فاعطانا فک خلاصہ یہ کہ فک تحقیق تھا قبضہ میں فاطمہ زہرا کے وال ہر اس پر وہ چیز کہ کثر اعمال شیخ علی ہندی
 میں در بیان صدر ہم کے ہر کتاب اخلاق سے وہ یہ ہے کہ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ کہا جس وقت نازل
 ہوئی یہ کہ و ات و القرابی حدیثہ فرمایا رسول خدا نے ای فاطمہ فک واسطہ تیسے ہے روایت کیا ہے حاکم نے ابی
 حاتم میں اور تغیر و مشور میں سید علی کے در میان تغیر قولہ و ات و القرابی حدیثہ ہے زہرا و ابوعلی و ابن ابی حاتم
 اور ابن مردودہ نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ کہا جس وقت نازل ہوئی یہ کہ و ات و القرابی حدیثہ حضرت
 رسول خدا نے فاطمہ زہرا کو طلب کیا اور فک انکو عطا کر دیا انتہی اور عطاء بھی یہ ہے شرح وقایہ میں در بیان
 کتاب مجرب مذکور ہے وقع و بہت و کثرت و اعطیت اور جبکہ دعویٰ کرنا حضرت زہرا کا ابوہریرہ گوای دینا چاہا
 امیر مومنین رسول خدا علیہ السلام اور ام کلثوم علیہم السلام کا نور تصدیق کرنا دعویٰ ہے ہذا ابوبکر کا کتب
 شریف شاہ عبد العزیز بن عمارت پس ابوبکر کا فاطمہ زہرا و دعویٰ ہے یہ کہ یہ بکے تقدیر میں سوز و غم و فک حضرت
 زہرا کا پیش ابوبکر کہو کہ ابوبکر اجانب رسول خدا کا تھا پیش کرنا کہ جو صاحب النبوت و فخر کتب اہل سنت میں با عیانت

عبارت مذکور پر سید فاطمہ راجح اندوز برائے دس جہت نوشتہ وان و تہیکہ بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابو بکر صدیق
 اور دو گفت این کتاب راجح اندوز برائے دس جہت نوشتہ است اور ابو بکر کا مذکور قبضہ سے حضرت
 زہرا کے نکاح کا جو کتب اہل سنت میں مثل کتاب الکناہ ابوسعید بن عبد اللہ بنی شافعی باین عبارت مذکور ہیں ابو بکر
 اشترے من فاطمہ مذکور اور مذکور کا حضرت زہرا کے قبضہ میں ہونا کہ جو بیچ البلاغہ میں کلام مخیر نظام خباب امیر
 باین عبارت مذکور ہے کہ کتب فی ایہ بنا مذکور اور جو بیاض براہیمی میں باین عبارت وارد ہے اما ان مذکور کتب
 فی یہ فاطمہ فیل علیہ ما فی کثر المال اور پورے نمونے نصاب کا جواب جو کتب کثیرہ متعددہ اہل سنت میں باجبا
 مسطور ہے اور یہ امور عمدہ طور سے کتاب اہل سنت کی بدعت ثابت اور متحقق ہیں اندرین صورت ایسی
 توجہیات میر و باور تاویلات کہ کتب اہل سنت کی کس طرح قابل قبول نہ کی اہل عقل و عیوش ذرا سمجھیں
 یہ تو زہرا و وحی صحیحہ اور مطابقت حضرت زہرا بارہ ہجر رسول خدا کو انسا ہی اہل علم اور صاحبان حافل و باوجود
 ایسے ثبوت کے کہ جو معروض بیان میں آیا اصلاً اس طرف خیال نہیں کر سکے کہ اللہ کم علم ہوں اور اذات حقوں کے
 بہ کائنات کے یہ حیلہ خوب میں قبول حسیب اللہ میں ان اقول یہ کلام جو کہ بلفظ بعضی بیگو نیز متعددہ ہوں لہذا اسکا
 جواب اس میں ہے چنانچہ ابوبکر کا یہ قول بعض حکماء نے جو غافلین نے اسے ہون کہ جو قائل ہیں بہا اور دعوی ہے
 کے پس خواہ او نہوں نے کسی نہ کہ یہ کہا ہوا اور خواہ ان کا قول باوصف ظاہر شیعہ ان کی سکے اس کتاب واسطے
 اقل کیا ہوا اور اس کے ضعیف پر بلفظ بعضی بیگو نیز اشعار فرمایا ہوا و اما علم بالاصواب قولہ اور غافلین نے یہی
 اقول یہ اول کی کھینکا حضرت ابوسعید خدری اگر سہمہ میں کہ یہی ہی دیتے تب تو یہ روایت ان کی قابل
 قبول نہ تھی اور یہ وہ وقت کو ابی کے تو کام نہ آئے اب یہ کہی یا کی ان کی روایت کو کون سننا جو کتب وہ قابل
 سماعت کی ہوں گی نیز یہ علیہم بلایت و ائمہ اعلم بالاصواب قولہ حسب تخریر شاہ صاحبہ اقول جس کلام کو کہ
 حضرت مولانا نے بدین لفظ مصدر کے شروع کیا ہے کہ مکتبہ شیعہ میں روایت را قبول کہ وہ اس کلام کو تم تحت
 قرار دیتے ہوا اور یہ سمجھتے ہیں کہ اسکی ذیل میں جو کچھ او نہوں نے کہا وہ ابو نکاح اعتقاد ہو گیا لامل دلاقۃ الالباب
 نہی فیہ کی اس فیہ پر تصنیف کر کے بیچے گئے تو علماء مصنفین کا یہی اختیار کہہا اور بدنام کیا شاید مصرع بدنام
 کنندہ کو ناچھو لگی ہی میں وارد ہو قال اور شاہ عبد الغنی نے جو تفسیر میں لکھا ہے کہ دعوی ہے ہذا حضرت زہرا
 و شہادت و اہل حضرت علی و ام المومنین یا جنسین علی اختلاف الروایات و کتب اہل سنت اصلاً موجود
 نیست و جواب اس کے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی شاہ صاحب سے دریافت کرے کہ اہل اس میں

واما علی و ام المومنین فلفصوا عن صاحب الزینة عن الحسن بن احمد بن محمد بن ابی سبیب عن حماد بن عمار بن ابی سبیب
 کہ گواہی اولاد کی تسبیح نہیں ہوتی مان باب اور داؤد اور داؤد کے لئے نزدیک اکثر اہل علم کے و نیز وہ دونوں
 صحیحہ حذیر اس وقت میں اور لیکن علی اور ام المومنین انکا گواہی بسبب پورست جو نہ لے لیا باب گواہی ہوا کہ رو
 ادنی کہ ایک مرد اور انکے صورت بھی شاہ صاحب اور انکی نقل میں سننے پڑھا جاسے کہ ان باب اور ام المومنین
 اور میں نے در باب ہند تک حضرت زہر الیہ سے لے کر پڑا نہ دی تھی اور شریعت مواضع میں جو چیزیں ہوں
 گواہی کے رو میں کیوں نہ گواہی میں قول کہ اگر آپ میں خبر اسد یعنی اہل قول حضرت ابو سعید خدری کی اس روایت میں
 سننے خبر نقادین میں حدیث کو یہ ہو گا یا یہ اور نقادین نے اساتذہ فرمایا ہے اور اولاد اصل امام و صاحب صحیحہ روایت و
 واما ہر امر مستقل کما مر عن عینی شرح البخاری فی السابق پیرا پیرا ہے اور چونکہ امام و صاحب صحیحہ روایت میں
 بلا تہدید روایت کی قابل اعتماد ہو گا قول اور شرح سوات میں اہل قول حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے
 متعلی کی سنت میں بسبب تکرار زیادہ کیا کہ سنت میں نہیں آتا اور قائلانے حضرت ابی ہریرہ سے روایت شروع کیا ہے اور
 کہنے کے لئے معلوم ہے کہ ہر دو روایت صحیحہ ہیں اور تیسیم نیز شریعت میں تو ایک روایت ہے اور تیسیم
 صحیحہ تا کہ اگر باب شد و نہ آیا ہو پس یا تو یہ لفظ اسلم قائم نہیں ہے سہو یا خیانت شرح ہو وقت میں
 رہا اور یا پورہ ساکت اصل صحیح سے رہا ہے اور اساتذہ اعلیٰ صاحب قائل اب راجح ہے بحوالہ تحریر صاحب
 شیخ ابی ہریرہ کا وہ اس حدیث میں اول قول حضرت ابو ہریرہ کا عمل اہل علم کی تحریر پر کب ہو بلکہ اور اہل علم اور انکے
 ہوسے کو سند گروا سنت میں اگر گواہی سنیں کہ ہمارے قائل اور اہل علم مان باب کے لئے گواہی اولاد کی صحیح
 ہاتھ وہ سہرے شہادت اولاد کی مان باب کے لئے اس لئے قبول نہیں کہ اس کا قطع شاہد کر لینے
 ہر تو یہ امر زہا اہل سنت جائز ہیں اپنے اس و نحوہ کی سند میں ایک قعدہ جابر صحابی رسول کا کتب سے
 اہل سنت کی نقل کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تاریخ الخلفاء میں کہ جو معجزہ کتاب اہل سنت کی ہر او پیش نظر حقیر ہر وقت
 تحریر اس تقریر کے حاضر جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے اخرج الشیخان عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال ابی ہریرہ اعطیتک بکذا و بکذا فلما جاز مال البحرین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان مالہ عندہ
 دین اودعہ فلما تاجت فاجرت فقال خدا فحدثت حاصل یہ کہ جابر نے کہا کہ فرمایا رسول خدا نے جو مال
 بحرین آویگا تو میں بھگو ایسا دوں گا جب مال بحرین سے بعد وفات رسول خدا ابو ہریرہ نے کہا کہ میں شخص
 کا قرض رسول خدا پر ہوا حضرت رسول خدا نے کسی سے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ میرے پاس آوے

پس میں گیا اور میں نے رسول کے وعدہ کی خبر دی ابو بکر نے کہا اے اے پس میں نے لے لیا انتہت صحابہ
 میں حجر عقیقلانی نے فتح الباری شرح بیہ بخاری میں در بیان شرح اس حدیث کے لکھا ہے و فیہ قبول
 خبر الواحد العدل من الصحابہ ولو جر ذلک فعلا نفسہ لان ابابکر لم یتمس من جابر شرا علی صحیحہ و خواہ معنی
 یہ ہے اس حدیث کے قبول کرنا خبر الواحد عدل کا ہے صحابہ رسول سے اگرچہ نفع اوس خبر خاص اوس کے
 نفس کے لئے ہے اس جہت سے کہ ابو بکر نے طلب کی گواہی اور صحت دعویٰ اوس کے کے بغیر گواہ کے
 محض جابر کے دعویٰ وعدہ رسول کو قبول کر لیا اور مال بحرن سے جابر کو رد یدیا انتہت خلاصہ اور
 معنی نے اپنی شرح عمدۃ الساری میں لکھا ہے فیہ قبول خبر الواحد العدل من الصحابہ ولو جر ذلک فعلا نفسہ
 لان ابابکر لم یتمس من جابر شرا علی صحیحہ و خواہ خلاصہ اسکا قبل اسکے نکور ہوا یہ گواہ طلب کرنے کی وجہ
 یہ لکھی ہے قلت انا لم یتمس شراہ انتہ لانہ عدل بالکتاب والسنۃ اما لکتاب فخواہ تم کنتم غیر انتہ و کذلک عباسکم
 انتہ وسطا مثل جابر ان لم یکن من خبر انتہ نفس بکیرن واما السنۃ فانتہہ من کذب علی متعدد الحدیث ولا یظن
 کذلک مسلم فضلا عن صحابی یعنی خبرین نیست کہ طلب کی گواہ جابر سے ابو بکر نے اوسکو دعویٰ پر اس جہت
 سے کہ وہ عادل تھا ساتھ کتاب سنت کے اما کتاب پس قبول خدا کنتم غیر انتہ ایدر اسطرح سے جہنا کم
 انتہ وسطا اور سنت پس بسبب قول رسول خدا کے کہ خلاصہ مطلب جسکا یہ ہے میں شخص نے میرے اوپر جہو
 یا نہوا بالقصد اور عداوت پس پاسے کہ وہ زوج بن اپنے لئے جگہ مہیا کری اور مسلمان پر اس بات کا گمان نہیں
 کیا جاتا کہ باوجود دعویٰ مسلمان حضرت رسول خدا پر جہوٹ باندھے ہے چاہے جگہ صحابی اوسکا ہوا انتہت
 خلاصہ پس حقیقت پر اہل سنت پر کیا دلی صحابی پر تو جہوٹ کذب نکرین اور دعویٰ کو اوس کے پر لیل کتاب خدا و
 سنت رسول خدا واجب القبول جائیز اور اوپر بسبب مسلمان اور صحابی رسول ہونے کے گمان اس بات کا
 نکرین کہ حضرت رسول پر اسنے وعدہ اواسے مال بحرن کا جہوٹ باندھا اور حضرت طاہرہ زہرا پر یہ تو جہوٹ
 کریں کہ انہوں نے معاذ اللہ بہ ذلک کا جہوٹا دعویٰ کیا تھا اور اہل سنت کے نزدیک الیاء ذب اللہ دعویٰ
 بہ ذلک جہوٹ زہرا کا واجب القبول تو یہی شے ہے جابر القبول بھی نہیں بلکہ اوپر یہ تو جہوٹ کیا جاوے کہ
 باوجود عدم نفع اوںہو نے دعویٰ کیا تھا اسی انصاف پسند لوگوں کا طہرہ انور علی رسول خدا کی اور اوسکو
 کا ٹکرا دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وجہ حدیث ان اللہ یغیب الغیب گناہ سے میرا اور محفوظ
 خطا اور مہوم تہین وہ کیسے معذرت رسول پر جہوٹ بولتے ہیں کہ ان جناب نے ذلک میرے نام پر کیا تھا

جب ابادی سے نکل گیا تو درج صحیح میرا باز جیو را با رطلون سے پہنچ گیا پر آسمان کی طرف سے بارش
آیا کہ مقدار میں اوسکی ایک چوٹی سی چھٹی زندہ تھی مامون نے برا تعجب کیا اور پھر آیا پھر اُسکے اوسے جگہ پر
دیکھو اور حضرت امام محمد تقی ہیں وہاں شریف رکھتے تھے سب اُسکے بہاگ گئے مامون رشید و چھٹی کی
ماتہ میں پوشیدہ لیکر پاس حضرت کے آیا اور پوچھا کہ اسی اُسکے میرے ماتہ میں کیا ہے حضرت نے فرمایا
ای امیر بزرگ خدا سے تم نے پیدا کیا ہے دریا سے قدرت بنی میں چھاپیوں کو کہ باز شکاری بادشاہوں
شکار کرتے ہیں اور آرائش کرتے ہیں اوس سے سلام اہلیت پیچہ خدا کو مامون نے کہا کہ تو برائی دنیا
امام رضا کا ہے اور احسان و اکرام میں حضرت کے اوس سے مبالغہ کیا اور سب سے شفقت رکھتا تھا سبب اسکو کہ
میں اس قصہ کے فضل اور کمال اور علم اور عظمت برائے آنحضرت باوجود وصف شریف ظاہر ہوا اس جہت
سے اپنی فخر کے عقد کشکا اوں کے ساتھ ارادہ کیا عباسیوں نے اس خوف سے کہ شاید انکو مانند
پر بزرگوں کے ولی عہد بنا کر دے عقد سے منع کیا مامون نے کہا کہ میں نے اس طفل صغیر کو اس سے
واسطے عقد کر دینے و فخر کے پسند کیا ہے یہ طفل صغیر فوقیت رکھتا ہے تمام اہل فضل پر از زو سے علم و معرفت
باوصف و ترسن عباسیوں نے مامون سے اول حضرت کے ان اوصاف سے موصوف ہونے میں تراج
کیا اور یہ امر یزید کیا کہ کسی دانستہ آدمی کو براستہ امتحان آنحضرت مقرر کریں پس بھی بن کثیم کو مقرر کیا اور اسکو پتہ
مال دیا اسلئے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو مخاطبہ منسوب کرے پس سب لوگ پاس مامون کے
دائیں سر سے امدی بنی بن کثیم ہی اومین بنیا مامون حکم خود عہدہ فرش حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے لئے
چھوایا حضرت اور پھر بیٹھ بیٹھ بن کثیم نے سوال کئے چند سکون کے حضرت سے حضرت امام محمد تقی نے نیو
تین جواب دئے اور نہایت توضیح سے لونیہیں بیان فرمایا چنانچہ کتاب مذکور میں مرقوم ہے سوال بھی
سائل اہاب تھا باسن جواب واضح ہے مامون نے کہا کہ احسن اگر تم کوئی مسئلہ پوچھنا چاہو تو
پوچھو اسے پوچھو حضرت نے بھی اسے کہا کہ کیا کہتا ہے تو اوس مرد کے باب میں کہ دیکھا اوس نے ایک رات
کہ میری نظر نام و رب آفتاب بلند ہوا تو وہ حور و سپر جاز ہو گئی اور بوقت ظہر پر حرام ہو گئی اور عصر کے
وقت پر باز ہو گئی اور مغرب کے وقت پر حرام ہو گئی اور غنڈ کے وقت پر باز ہو گئی اور دہری رات گئے
پر حرام ہو گئی اور نزدیک صبح پر باز ہو گئی صواحن مرقوم میں یہ حال بھی لاوری بنو پاس کہا بھی نے بین
نہیں جانتا امید اسکے مذکور یہ حال محمد بن ابی اسحاق نے مشہور ہو حرام ثم اشرا مار تفاع النہار واعتقاد

وجہ العصر ظاہر تھا المغرب کو غروب تھا اور وقت صبحا نصف اللیل میں واجبا یعنی ختم ہو گیا حال المامون بن
 قورقتم کہ تم شکر دوں تم زوجہ فی ذلک المجلس انبیہ ام الفضل انتی فی جناب امام محمد علیؑ نے فرمایا کہ وہ عورت ایک
 کپڑے کی لٹاؤ سکو مردانہ ہی پس نہ نظر نہ ہو دیکھا وہ حرام پر بعد اس کو اس نے خلیلیہ وقت ارتقاء نہا اور نہ کویت
 کر دیا وہ عصر کے وقت اس سے نکاح کر لیا اور ظہار کیا عرب کے وقت اور غسل کے وقت کھانہ پھار
 دیا اور تین رات کے وقت طلاق بھی دی اور قریب صبح واجبت کر لیا پس مامون نے کہا عباسیوں نے
 کہ چیز کا تم نکاح کر سکتے ہو اسے دیکھ لیا بعد اس کے اپنی بی بی ام الفضل کا اسی مجلس میں حضرت کے ساتھ
 ملنے کر کے انتہت خلاصہ اب جاننا ہے کہ حال جلا آننا ظہار کا حضرت امیر تاجنا اب محمد المہدیؑ در حال
 القویۃ مانند اور دنیا کو کوئی طفل کے نہیں حسنینؑ ہی از انجمن ہیں اور صواعق محرقہ میں در میان احوال
 حضرت امام حسنؑ کی یہ مذکور ہے ولم یختلف غیر ولدہ ابی القاسم محمد الحنفی و عمرہ عند وفات ابی حسن سنین
 اتاہ اللہ فیہا الحنفی سی القایم المنظر یعنی حضرت امام حسنؑ نے عقبہ بنجور اسوا اپنے بیٹے ابو القاسم
 محمد حجت کے عمر اس کی وقت وفات اس کے باپ کی پانچ برس کی تھی لیکن بخشی تھی انتہت نے اس کم سنی میں
 اونکو حکمہ اور اونکو قائم بنظر کہتے ہیں انتہت ملاصتہ جبکہ حال اولاد امجا و جناب امام حسنؑ اور حضرت حسینؑ کا
 در حال بالقویۃ ایسا ہو کہ مسائل کے جواب میں جسے دانستہ لوگوں کو تہکا دیا اور علم بشرایع ربانیہ پور سالم
 حقایقہ رہتے تھے اور مذلت کم سنی میں اونکو حکمہ غلط کی تھی تو کوئی مسلمان حسنین کے واسطے کہی برخلاف
 اس کے تجویز کر گیا پس دعویٰ حضرت زہراؑ کو بسبب عصمت جناب فاطمہ زہراؑ بعض اون کے دعویٰ کرنے
 بہرہ ذی زرافت قصہ عاجیہ گواہوں کے قابل قبول تھا جناب امیر و حسنینؑ اور امین اور ام کلثوم اور
 ابو لای رسولؑ نے جو گواہی دی وہ تو نور علی نور ہو گیا اور نخبۃ الفکر ملا علی قاری اور منبۃ العلوم اور عمدۃ القاری
 مفتی محمد بنجاری وغیرہ کتب اہل سنت میں مذکور ہے کہ عبد اللہ اصیبہانی نے پانچ برس کے سن میں کل قرآن حفظ
 کر لیا اور اسکے استاد نے چار برس کے سن میں اس کا امتحان لیکر سماع حدیث کا اسے اجازہ کھدیا
 اصل عبارت یہ ہے حفظ القرآن ابو محمد عبد اللہ بن محمد الاصیبہانی ولدہ خمس سنین فانتخبہ فیہ ابو بکر ابن المقرئ
 و تبتہ بالسمع و ہوا ابن اربع سنین پس جبکہ ابو محمد اصیبہانی نے قرآن کو کم سنی میں حفظ کر لیا اور اسکے استاد
 ابو بکر ابن المقرئ نے سماع حدیث کا اجازہ دیا یہیں کے سن میں اسے کھدیا اور مذکور حدیث اس کو کم سنی میں
 متعلق کر دیا کہ جو دین کا مدار ہے تو حضرت امام سنیؑ اور حضرت امام حسینؑ کو جو بد رہا ابو محمد سے ہر خیر من الفضل

حضرت ابی اویسی غفرلہ عنہ کہ ایک بار رسول صحت گزری اور ان کی اہل بیت جناب امیر کاظم کو اپنی حسینیت سے حماقت نہایت بڑھاتا
کہ ہوتا ہے کہ ہم نے ہونے سے نہ سزاوارتہ کا غلام اور نہ جناب ابی اوس سے جاہل تھے دہر المظلوب کہ تو غلامو جانے دو
تو انہیں بابت یاد نہ تو اور سچو کہ جناب حسینؑ کے من صفات جن جناب امیر کاظم کی امتداین نام نہ ہی بڑو سیتے تھے یا کہ کو پڑنے
تو تیری ایسا کچھ جاہل کہین ثابت تو کہو کہ انہوں نے ما باقی کے وقین سیکو نامہ بڑی ہو اور امام کاظمؑ کے کہنے سے ہوں
یہ سننا تو ایسے تعامل پانچا تھے تو ما بھی اسے چھ حضرت پیر نے یا حضرت امیرؑ نے کبھی یہی ہوگی یا سیکو
چرا کہ جانے دیا ہو کہ دانی علم اللہ حکیت مافزون داین تر ہو بن قال اب کتب اہل سنت سے اس سے یہی اگر تتر
اور بڑا عجیب قصہ بتل کر تا ہوں وہ یہ کہ جب ام سلمہؓ نے حضرت رسول خداؐ سے اپنا مکمل کیا تو اس وقت وہ پیر
ام سلمہؓ نے دلاست اپنا ان کے نکاح کی کوی اور عروہ کی تین برس سے یا دو سال سے کم تھی بلکہ ایک سال سے
کم ہو چکا ہو تھا کہ یہ پانچ بہن الیقیم نے زاد الماد فی ہی خیر اللہ بادین واندی سے کہ جو نزول سنت اور التوا
فی محمدیہ پر یہ نقل کیا تو بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب ام سلمہؓ الی انہا عن بنی سلمہؓ فوجہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہو یوسد غلام نیز اگرچہ اس روایت میں غلام صغیر وار دہوای کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ عین
ابی سلمہؓ اس وقت لڑکا صغیر تھا اور خفین سس کی اور حجت وار نہیں مگر صغیر ہونا تو اس سے ہی ثابت ہو لیکن
او محبت واسطے نبوت کے اور اپنے وحوی کی سند میں پیش کر تا ہوں وہ یہ کہ ابن اثیر خبری نے اسلاف
میں انجا ہر تتر چہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وقوتہ بدر بنی ترویج کیا ام سلمہؓ کو رسول خداؐ کے سکنین ہجری میں
سید واقعہ عرب کے اور اسنیجا یہ میں کہ غلام بن ام سلمہؓ دو ہجری میں متولد ہوا چنانچہ اس کے ترجمہ میں یہ سطور
ولد فی السنتہ الثانیۃ من الهجرة نماہر بن عمر کی عمر یہ وقت نخ او سکی ماہیہ کے کم از دو سال قرار پایا تو جناب المظلوب
میں در بیان وقایع سال چہارم از ہجرت منقول ہے وہم درین سال در شہر ثوال ام سلمہؓ راتر ہو فزود اور
اسد الغابہ میں ہر انکان دیوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ یہ کہ عمر بن ابی سلمہؓ وفات بردار کانتا
نور سکا تھا پس بوجہ ایک عروہ کی تین برس سے کم قرار پایا فی افسوس کہ جناب رسول خداؐ نے ام سلمہؓ کے نکاح
میں جوامہ شری و دینی تھا او سکی بیٹے کی دلاست حالت صغیر بن بلکہ شیر فراگی میں قبول کی اور حسین علیہ السلام
کی گواہی در باب بہر فکر ان لوگوں کے نزدیک سبب صغیر بن قابل قبول نہیں ہر چند حضرت امام حسن ع
کاسن شریف بموجب تتر شرح عبدالحق در غریب المظلوب سات سال اور چھ ماہ کا تخمینہ تھا اور بن شریف جناب
امام حسین علیہ السلام کا چھ ماہ اور چھ روز کا تخمینہ تھا اس لئے کہ دلاوت باسعادہ حضرت امام حسن کی

نصف ماہ رمضان تک تین ہجری میں واقع ہو کر اور شہاب نام حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب
 ہوئے جذب القلوب میں درمیان وقیل وعلیل تک تین ہجری تک تیرہ سو پچیس سال امام و شیعہ بن علی بن ابی طالب
 سلام اللہ علیہم و نصف رمضان ولادت یافت و ولادت امام شہید حسین بن علی سلام اللہ علیہما جاوید رہند
 چارم شعبان یا خامس شعبان انتہی اوکھلات سرور کائنات بار جو بن ابی اہل بیت گیارہ ہجری میں علی
 اختلاف الروایات درمیان جذب القلوب نصف ماہ رمضان یا پچیس سال یا پچیس سال یا پچیس سال یا پچیس سال
 حسن نو او سو قوت سارے سات برس کے سقے اور حضرت امام حسین چار سال یا پچیس سال یا پچیس سال اور عمر
 بن اسم سلمہ اور ابو محمد سے ہر نوع سن انکا زیادہ تھا اور پانچ سال سے تیرہ سال اور پچیس سال یا پچیس سال
 سال سے متجاوز ہوا اہل سنت جائز یہ حدیث کہ تحریر سے نووی کی ظاہر یہ کہ سیاحتی اگر افعال وطن کے
 لایق قبول نہیں تو حضرت رسول خدا نے کہتے و کالتہ نکاح کو عمر کی سیر کر دیا و سکا سن ہی تو کہ تھا یہی امر
 دینی شری تھا اور وہ ہی صحیح ہے و سنین ہی صحیح ہے باوجودیکہ حسین علیہ السلام کا قیاس اور
 دیگر نبیوں کے ساتھ درست نہیں حضرت امیر بنیہ السلام نے فرمایا بنی بن بیت لافاس بالاس بنی
 ہم اہلسنت قیاس نہیں کئے جاتے سازناس کے ساتھ انتہت خلافت اور کم حسن لگوں کے سلع کو تو
 نووی نے شرح صحیح مسلم میں چار بابا ہی اور جو لوگ کہ اسکو صحیح نہیں جانتے تو انکے دو میں ابن زبیر کی
 چار برس کی عمر میں قصہ یوم نہدق سے مضبوط لکھو دیں گروانا صحیح مسلم میں جو بڑی معتبر کتاب اہل سنت کی
 جو تذکرہ کہ ابن زبیر سے قصہ نہدق کا بیان کیا نووی نے اسکی شرح میں لکھا بنی بنی ہذا الحدیث دلیل محجاز
 مضبوط العی و معتبرہ و ہر ابن ابی حنیفہ یعنی اس قصہ حدیث نہدق میں دلیل ہذا مضبوط بھی کے
 اور اسکی تین کی آمد وہ ابن زبیر اسوقت میں چار برس کا تھا اور بعد دو سطر کے لکھا بنی بنی ہذا الحدیث دلیل محجاز
 قالہ مجہور الحدیث انہ لایصح سلع العی علی حدیث حسن سینین الصواب معنی اس میں روئے اور پلاس بنیہ کے
 کہ کہا ہے اسکو مجہور حدیث کہ تحقیق صحیح نہیں ہوتا سلع فعل مضارع تاکہ وہ ضعیف مانج پس کی عمر تک پہنچا
 اور صواب صحت اسکی ہر پس اب کوئی حجت رد شہادت حسین میں اہل سنت کے پاس باقی نہیں رہی
 کہ سلع ضعیف اس کے نزدیک جائز اور حضرت زہر الیہا سہا ب کو نجاعتی تہیں کہ گواہی اولاد کی میرے لئے
 نسخہ ندی فراموشی گواہی یعنی اولاد کی مان باپ کی طرف سے درست نہیں اور نہ شوہر کی گواہی زوجہ کی طرف
 قابل قبول ہے حضرت زہر الیہا کیوں دلوائی اور سبکہ گواہی میں حضرت فاطمہ زہر الیہا نے حضرت زہر الیہا

کو نہیں کیا تو کوہی بھی ایسا نہ ہو گا تو چاہئے اور چونکہ تو پہلے حضرت امیرؑ کا طاعون نہ ہوا اور بعد میں
تجزیر ہوئی مسافر کوئی باہر ان ایسی جہاں پہنچا اور پھر تجزیر نہ کیا تو یہ سب وجوہ سے ہی کہ حضرت امیرؑ کا
ہو گیا وہ حضرات سب سے اہم تھے اور یہ کہ ان کو باریک بینی سے دیکھا گیا اور ان کو دیکھا اور
پوچھا نہ ہوئے مضافاً کے کہ میں نے ان کی تسبیح کی تودہ سے یہ بات نہ آئی۔ ان کو عزت تھی اور ان کی تعلیم تھی
اور ان کے باپ میں تعظیم تھی اور ان پر تعظیم کیا اور حضرت رسولؐ سے اسکو منع فرمایا۔ چنانچہ بعد ان کے
میں ارشاد فرمایا کہ ملاقات نہ کرنا اور ان کو اولاً تقدیراً اعتناء نہ کرنا اور ان کو ہم نامہ اہم حکم خداوندی سے مطالبہ کرنا
کہ تم قرآن اور نبی پر تعظیم کرنا کہ ہلاک ہوئی اور ان کے حق میں کہتا ہوں کہ ان کو کہ باپ کے لئے اور ان کو تعظیم کرنا
پس تحقیق وہ ہم سے اہم ہیں یہ حدیث کہ انھیں اور ہمارے عقیدہ میں فرق کیا کہ اب اس میں سنت ہیں نہ ان کو یہ نہیں
اگر اہل سنت اس تعلیم اہل بیتؑ اور اہل بیتؑ کو جاننا کہ ان کے لئے تو درحقیقت ہلاک ہو کر تجزیر ہو گا
میں تعین کرتا ہوں کہ اس کو اہل سنت کی طہارت نہ ہوگی اس لئے اس لئے یہ دو شہادت اور تعلیم حضرت
علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہراؑ کی ابوبکرؓ کو سپرد جائز نہ ہوگا اور اہل سنت کہ میں کچھ ظلم اور کوئی تعزیر نہیں
کرتی چاہئے اور علیؑ یا القیاس جو امینؑ سے کوہی دی اور ان کو تو علیؑ اور سمجھ کر قبول اور تسلیم کر لیا چاہئے
کیونکہ جو تجزیر حضرت زہراؑ اور علی مرتضیٰ کی سبب ہوئے اس لئے سبب اور درست ہو کہ ان میں
کو جو حضرت زہراؑ نے ہر سہ کوہی یہ فدک پیش کیا اور حضرت علیؑ نے ان کو اس سے منع کیا اور کوہی ان کی
سبب صغیر سن یا سبب عذر اولاد ہونے کے اور کہنے رو کر دی جیسا کہ تخریر شرح سوائف و ظاہر ہوتا
تو درحقیقت یہ بھی تعلیم ان کی ہے اگر اس مسئلہ کو وہ جانتے تھے تو انہوں نے ان کو کوہی میں کیوں پیش کیا
اہل سنت کی تحریر کے باعث اور فہم طرف ان حضرات کی منسوب ہو میں کہتا ہوں کہ وہ حضرات اسکو ناجائز اور ناقد
نجانحس تھے بلکہ حضرت امیرؑ کا وجود رکھنے ابوبکرؓ کے عذر کو وہ پیش کر کے حضرت امیرؑ کو حیران کرنا ہوا کی کوہی
کو تا زمان خلافت عمرؓ اس خطاب مذکور کو حق حضرت زہراؑ کا خبر یہ یہ جانتے رہے چنانچہ تودہ میں یہودی تھی
جس نے کہ جبکہ اوصاف شاہ عبداللہ محدث دیوبند نے اپنی جذبات القلوب میں لکھی ہیں اپنی کتاب وفاء الوفا
باخبار اراکین صفحہ میں درمیان حال فدک حال وقت خلافت عمرؓ کا یہ تحریر کیا ہے وہاں میں یہ لکھی ہے کہ
حیاتہ لفظ پس لکھی الخ یہ فدک سبب نہ ہونے قہقہہ یا سبب پورے نہ ہونے کو انھوں نے مضافاً کے کہ میں نے
اور یہ عذر وہیں نہ ہے میں نزدیک ابوبکرؓ کے واقعی سے تودہ روایت لکھا کہ ان ابوبکرؓ کے حضرت امیرؑ کو ان

ان مسائل سے اصرار بر باطل اور عدم تہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لازم آیا کہ معاذ اللہ اول جنہوں کو ای تنہا بغیر
دوسرے مرد کے دعویٰ اور عدم تہ بغیر کی حالت میں سید کو صحیح سمجھا اور سپر جواب دہ بنے ان کا کیا کہ سید بغیر بغیر
صحیح نہیں اور انصاف کو انہوں کا پورا نہیں تو صحابی رسول کے کہنے کو نہ مانا اور تازان خلافت عمر بن الخطاب
بزرگہ بہت حضرت زہرا کا بھی گئی اور جناب فاطمہ بی ان مسئلوں کو زبانی صحابی رسول کی سنت کو اور حد
نخن معاشرہ لایا کو ساعت فرما کر نہ مین اور سب مسئلہ فک کے غضب میں لکھیں معاذ اللہ ایسے تقاییر
عظیمہ کس طرح کوئی باایمان مانند خواجه و نواصب کے حضرت امیر اور جناب فاطمہ پر تجویز کر گیا اور جناب
شاہ صاحب تحفہ میں درمیان رد دعویٰ سے بہرہ ور فک کے واپس نہ دینے کی حجت میں بظرف اپنی خلافت
آب کی منوب کر کے جو فرماتے ہیں لیکن مسئلہ فقہیہ بیان کر دو مجرور بہ موجب ملک نیشود و وقتیکہ متحقق
مگر دیر فرما نا جناب شاہ صاحب کا لایق ہونے کے ہر اس جہت سے کہ وہ جناب پہلا اس سے
فرما چکے ہیں کہ دعویٰ بہرہ حضرت زہرا و شہادت داؤد حضرت علی و امین یا حسین علی اختلاف الروایات
در کتب اہل سنت اصلاً موجودیت قائل لوگ اور باایمان اشخاص بھی ہیں تو اس بات کو کہ اگر حضرت زہرا سے
دعویٰ بہرہ فک کیا تھا تو یہ جواب ابو بکر نے کس بات کا دیا کہ مجرور بہ موجب ملک نہیں بزرگ کہ وہ بہرہ
کا قبضہ متحقق نہ ہو نہیں معلوم کہ یہ حجت زبان سے حضرت ابو بکر کی در صورت عدم دعویٰ حضرت زہرا کس
بات کے مقابلہ میں ارشاد ہوئی تھی جو مضامین عالیہ اس سے پیدا ہوتے ہیں ہیں ان کو عرض نہیں کر سکتا
عقل لوگ ان دونوں فقرہ کے معنی تباہین اور دونوں کلاموں کو شاہ صاحب کے باہم مطابق کرین
ہر کچھ میں تو ان کے معنی نہیں آتے شاید جناب شاہ صاحب نے ازراہ دعایت و غرض طبعی ایسا فرمایا ہو
قولہ انکب الہست میں اقول ان کتب الہست کا کچھ حال دریافت کرو مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ بعضی مختصر
الہست کو یوں مختصراً ہر کتب واقعی کی ترجمہ میں کتب ابراہیم بن محمد بن ابی بکر مرفی کا کہ جو اصحاب امام
محمد باقر اور امام جعفر صادق سے تہاد ملہ محدثین الہست بنابرین اور ضعیف مکررہ اندیس یہ روایت دکا
پس امام سلمہ کی کہ جو کہ عقل تجویز کرتی ہے نہ نقل کی منافق کی گہری بات ہے اما عقل پس امام سلمہ کو بحسب شرع
انہوں کا عین ساتھ جناب رسول کے نہ کسی دلیل کی اعتیاد تھی نہ کسی دلیل کا واما نقل پس وایچ البتہ وہی میں
دیکھو کہ اس نامی بات کا کہیں پہرہ و نشان ہی نہیں ایسے وایبات باتیں کیوں پیش کرنے جو اولیٰ ہمارے نہیں لکھا
کہ ان فرماتے ہو قولہ خیالچہ لہ الدین یہودی اہ اقول برتعدیر صحت نقل معنی قولہ کا ذکر نا سنا ہے ان لہ

[illegible]

من آل یعقوب اور یہ کہ وہ درخت سیلان داود کا قرآن مجید میں کہ مطلب کیا ہے نہ لانا مضمون حدیث موضوع
 سخن میں اشارہ لایا گیا ہے کہ جسے اللہ کے اخصہ میں اپنے کو ازواج خباب رسول خدا کا چنانچہ صحیح بخاری میں
 مرقوم ہے اور اس ازواج البی عثمان امی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما مافار اللہ علی رسولہ یعنی بیجا ازواج نبی نے عثمان کو
 طرفہ اپنی کیسے انس لئے کہ طلب کرے عثمان کو نکاح اس چیز سے کہ خدا نے اپنے رسول پر ہی کیا تھا اہت
 خلافت سے اس لئے کہ حضرت عثمان خلیفہ سوم اہل سنت کا برا سے طالب حدیث میں طرف سے ازواج رسول
 کے پاس ابوبکر کے جانا اور ازواج رسول کو اس سے منع کرنا چنانچہ چچی و جبین صحیح بخاری میں مذکور ہے
 اس طرح حضرت عباس کا اپنا حصہ مال ترکہ رسول خدا سے لگنا چنانچہ کثر المال میں کہ جو حدود کتاب
 اہل سنت کی روئے ماکور ہے ہمارے عباس بن عبد اللہ بن ابی طالب میرا بھائی ہے کہ انہی عباس بن ابی طالب
 کے پاس ابوبکر کے اپنی میراث لینے اور ابوبکر کے لئے لوہے سے گستاخا خباب فاطمہ اور ازواج
 رسول خدا اور حضرت عباس کا اس حدیث موضوع سخن میں اشارہ لایا گیا کہ کہہ لو اگر ہر لوگ زبان مبارک
 سے حدیث رسول خدا کی روئے سنت تو میرا اپنا اپنا حق طلب کرے جس طرح وہ دینا عیان تفسیر
 میں مذکور ہے کہ نہ تھا مروان کو نہ پانچہ مرثیہ میرا کہ رقم افطما مروان امی فی زمین عثمان و امی جلیسا
 تفسیر میں مذکور ہے کہ ابو نعیم البیہقی در بیان شرح حدیث نوک مذکور ہے کہ قال النخعی انما افطما عثمان نوک
 کہ وہ اس سے علی تہا کہ کہہ با عثمان نے نوک مروان کو اگر خلیفہ سوم اہل سنت اس حدیث موضوع کے
 میں مذکور ہے کہ نہ تھا وہ نوک مروان کیونکہ وہ بیٹہ بیٹہ و سورت سبکی اور صحیح مسلم حدیث مذکور ہے
 نوک اور زلیخہ زہراء رسول خدا صدقہ قدسائی یا صدقہ میں بہت سے لوگوں کا حصہ تھا تھا مروان
 اور اسے سختی نہیں تھا اب متعصبین برائے خدا و رسول جہود کی طرف بغور ملاحظہ فرما دیں اور میری
 دین کو ذرا کانٹا کر سینے کہ خیرا جاد و صورت رد کرنے خباب امیر کے دو آیر قرانی پڑھ کر کس طرح
 قابل قبول ہوگی اہل سنت کی خلافت مآب پر جو اعتراض آتا ہے وہ اس سبب سے ہر امر اور او کو کہہ پڑے
 چنان کہ یہ جائز ہے ہر لوگوں کی عقل و دماغ ہی اس کو مان لیا اور مومن دیندار حضرت امیر کے فراموش رہی علی
 کہ کیا انہیں اور یہ خود خدا کی خلافت مآب نے اس بات کا اثر کیا کہ وارث رسول خدا کی اولیٰ اہل اولاد
 اور ہر اب کیا بات باقی رہی اس حدیث کے مرد و اور موضوع ہونے میں اس کو اور آیر و عیان اند
 میں بھی تفسیر کیجئے اس بات کی تخصیص نہیں کہ حضرت رسول خدا کے وارث ترکہ نبی ہیں اور است اون کی

آپؐ کے مکتوبات کی وارث ہوگی اور بلحاظ منصب تبلیغ رسالت و درجہ عصمت یا مرکب ممکن ہو
 کہ رسول خداؐ اس حدیث کو ابو بکر سے تو فرما دیں اور اپنی بیٹی اور ازواج سے نفاذ دیں اگر حضرت زین العابدینؑ
 ابو بکر سے اسکو فرماتے تو نہ وہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ اپنی بیٹی اور اپنی ازواج سے فرماتی اس سبب سے کہ ایسا نہ ہو
 کہ میری ازواج اور بیٹی فاطمہؑ اپنی آپؐ کو وارث تصور کر کے بعد میری وفات کے دعویٰ دیا کرے مکتوبات کے
 ہوں تو میں اسے غور و کھدوں اور خلیفہ ثالث اہل سنت کی یہی اس حدیث کو قبول نہ کرتے تھے چنانچہ حصہ
 ثمن طلب کرنے کے لئے ازواج رسولؐ کی طرف سے پاس ابو بکر کے چلے گئے اگر کوئی یہ کہے کہ شاید انہوں
 نے نہ سنیں ہو اور وہ نے سنی ہو تو میں کہوں گا کہ انہوں نے تو باوجود حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے سننے کی اپنے
 عہد خلافت تک یہی اس حدیث کو نہ مانا چنانچہ مذکورہ حدیث میں تنہا مروان کو دیدیا اگر وہ
 اس حدیث موصوفت کی تصدیق کرتے تو تمام فقرار و غرائب سلیمان کا حق ایک سیلے مروان کو کیوں دیتے
 یہ تو ظاہر ہے کہ اگر مکتوبات رسول خداؐ صدقہ میں تو مذکور ہے ہی صدقہ تھا اس میں دوسرے صدقہ دینے کے
 سبب کا حصہ تھا انہوں نے مذکور تنہا مروان کو کیوں دیدیا تو لہٰذا قبیل اخبار کا دعویٰ اقول جب
 حضرت صدیقؓ سے جناب رسول اللہؐ کا واسطہ خود راوی ہوئے تو جناب رسول اللہؐ کی خبر حضرت صدیقؓ کو بولوا
 تنہا سے اقبیل اخبار کا دعویٰ لیکن ایسے یقین کامل و اکمل کو مفید تھی کہ پڑا تو ازواج و معانیہ سے بھی فایز اور
 مفید تھی پس اگر ہماری تمہاری نزدیک خبر حضرت صدیقؓ کی اقبیل کا دعویٰ تو کیا اندیشہ ہو کہ تم تو اس مقدس کے
 حاکم نہیں کہ اس پر عمل کرنا ہو تو اس پر عمل کرنا ہوتا ہے بالکل اس حدیث شریفہ میں و نظر اول البتہ حضرت
 صدیقؓ جو زمین و زمین صدق تو نہ کہ بہت صحابہ تھے جناب اثر نے بھی اس وقت حضرت صدیقؓ کو وضعت
 و کذبت نہیں کہا اور نہ جناب زہراؑ نے کہا بلکہ جناب زہراؑ نے اسکو سنا کہ ان فرمایا کہ انت با سمعت من رسول اللہ
 اعلم دینی روایت انت و رسول اللہؐ اعلم علی ما فی اللہ الیضا اور جناب میر نے اپنی غلافین بھی علی اس پر کیا قرآن لکھی
 آیت پر مسک اند پر کیا اور نہ آیات ذات القربیٰ حصہ پر تو اب تم کیا کہو جلتے ہو اور کیوں ہمارے کان کہاتے ہو قولہ
 خود اقراف ابو بکر کا اہ اقول سوال جناب فاطمہؑ کا علی تقدیر تسلیم قابلیت وراثت سے تھا عجب شرح سو
 حضرت صدیقؓ کو کہنے جو اس میں جو لفظ لابل اہل کہا تو تسلیم قابلیت ہی کو کیا نہ اقراف اسکا کیا کہ حضرت بنی ہاشم
 ہوتی ہے اور میری یہ حدیث جو بیٹی ہوا حلال و لا قوۃ الا باللہ و قد مرنا بشا ایضا قولہ و ذکرنا اس خبر کو کہ اقول
 اسکا جواب باقی ہم کہہ چکے ہیں غائبہ عادیہ کی نہیں قولہ جو ہے حضرت زہراؑ کا اہ اقول طلب کرنا حضرت ہاشم

کا ایک کچھ بیت لاطعی یا ذامی ہوئی تھی لکن محمول علی النقص ہوئی اس حدیث کی ہوا اور اس میں کچھ مضامین تھے جنہیں آج صاحبانِ حدیث انتہا
 با حسرت سے رسول اللہ ﷺ کی سنت و رسول اللہ ﷺ کا علم کہ یا تو لاطعی تو اس حدیث کی الفاظ یا لفظی سے ظاہر ہوئی گئی ہمارے خود
 حدیث کا لفظ بمعنیاء علی حسب ما کان یروجیہ و لکنی بہ اللہ دینت ہی تسلیم کر لیا۔ لہذا علی وجہ الاحتمال ظاہر و باہر ہو گیا
 تو اب تم کہو یہ حدیث کاذب و کذب و سکی اور اس کے معنی کی کمی جاتی ہے لاجل و لا قوۃ الا بالادہ و کجھو علی الشریعہ میں
 کہ حضرت ﷺ کیا فرماتے ہیں کہ لا نکذبوا حدیثنا تا کہ ہم جرحی و لا قدری و لا خارجی نسبت الینا کا حکم لا قدر و ن ملکہ میں من الحق
 عقلمند ہوا۔ مگر فوق عرشہ اب شاید تم اس کے جواب میں یہی کہہ دو گے کہ مخالفت یا تمیز سے اس حدیث میں صرف ترک
 کی احادیث کے ساتھ ہے حضرت پیغمبر کی احادیث کو شامل نہیں تو اس کی تکذیب جائز ہے لاجل و لا قوۃ الا بالادہ
 قولہ یا یحییٰ بن خلف اہ اقول اس قسم کی برخلافی ہزاروں احادیث و تفسیریں میں قرآن شریف میں موجود ہے کہ کوئی
 شخصیں عموم یا کوئی شخص مخصوص اور کوئی مفسر حال ہی اور کوئی تفسیر خوارق توبہ حدیث میں مراد ہے کہ تفسیر کو درآیہ
 یوسکم اللہ سے مراد صرف راست ہے نہ خود جناب رسول مقبول تو اس کو مخالفت کہنا میری بی بھیجی کی دلیل ہے
 قولہ جیہ طلب کرنا اہ اقول جیہ اس کے اردکان یہ سن کے ہیں میل بل بھیض علیہ روایۃ البخاری فی باب الطریق علی حدیث
 ابن ارفج النعمی میں ثوفی اردکان ان یحییٰ بن عثمان و ایضاً علی فلک مافی آخر الحدیث میں قولہا فانتہی ازواج النبی
 الی ما انجزہن توجہ کر دو بار زمین پہنچنے سے تو معلوم ہوا کہ مجرور ارادہ ہی کیا تھا نہ نوبت ارسال کی نہ پہنچتی تھی یعنی
 صلاح و مشورہ ہی تھا نہ ہوا تھا اور وہ بوجہ لاطعی یا ذامی کے اس حدیث سے تھا اور حضرت عثمان کو شاید خبر تک
 ہی اس مشورہ کی اون کے نہیں ہوئی تو ساتویں دلیل یہی باکی منفع ہو گئی قولہ انہوین حضرت عباس کا اہ اقول
 و نہا حضرت رسول خدا میں سے جس کی نہ ہی باوجود علم اس حدیث کے اپنا حصہ طلب کیا ہے جزین نیست کیا ہے
 نہ ہول حدیث کے طلب کیا ہے باوجود محمول مجرور کے حدیث کو مسئلہ اور اموال نقد کے و نہ حضرت عباس سے تو تصدیق
 اس حدیث کی باری صحیحین میں موجود و منقول ہے ہم یہ کہہ کر اون کے انکار اس حدیث کا باور کر سکتے ہیں و انہ
 اہل باصواب قولہ نہیں نہ سنا اہ اقول یہ حکم پر چند کہ قابل سنا دینے و نہ اس کے ہی تھا تا کہ وہی طالب
 نہوں مگر عرض اہم یہاں بیان اس کے حکم کا تھا کہ صدقہ کا حکم ہوا وہ امام سے چونکہ منقطع تھا اور نہ اس سے اس کا
 کچھ تعلق نہیں تھا تو تصریح کی گئی غلط فہم ہو گیا علم حاصل کر کے انہی کے سامنے اس مسئلہ کو ارشاد کر دیا تا کہ
 یہ اس کو معارف حدیثی میں صرف کرین اور کسی طرح صرف نہ کریں اور اپنے دربار اہل و عوام قبول انکی روایت کا اور
 دیگر صحابہ کی تصدیق کا انکی روایت کو کر لیا نہ چاہئے نہ بارین بعد جیدی قیل و قال کے امر ایشان بعض و نہ انما سید

و کائنات امرائی عاقل و اقصیٰ بنی سرائف و لیا پرستی و میراث من ال یعقوب و اولیٰ رب رضیٰ عنہ صحت ذکر کرانے
اپنی انعام سے خوف کیا اور اس میں شک نہیں کہ مراد سوالی سے استفادہ بین بلاشبہ بنی انعام بہرہ و حضرت
ذکر کرانے سے خوف کیا کہ وہ وارث ہونے کے مال کے ہوا و سکو راہ و فساد و فتنہ و غیرہ میں خیر کہیں اس کے
صحت ذکر کرانے کے برے طریقوں اور عادات ناقصہ سے خوب واقف و آگاہ تھے لہذا ابراہیم کا فاضل الحجاب
اس پر دست مناجات اور ہمارے سوال کیا کہ بار اللہ تو حکم ایک دلی نبی فرزند عطا فرما کہ وہ میری میراث کا حصار
ہو نہ میرے بنی انعام باقی رہا یہ امر کہ مراد میراث سے جو کچھ میں نہ کہ میراث مال پر نہ میراث علم و نبوت دلیل
ان کی یہ کہ حفظ میراث کا سبب اخلاص و شریعت دونوں کے نہیں بولا جاتا مگر اس سے ہے کہ جو حقیقت میں میراث
سے متعلق ہو کہ طرف وارث کی توسیع یا قسم مال و اسباب اور استعمال اس لفظ کا سوائے مال و اسباب کے
شکل و علم و نبوت کے جہاں ہوتا ہے نہ حقیقت اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص کہتا ہے کہ فلان شخص کا وارث کوئی
نہیں ہے تو مراد ان شخص اور فلان شخص کا وارث فلان شخص پس بحسب ظاہر اور اطلاق اس لفظ میراث کے
کوئی نہیں سمجھ سکتا مگر میراث مال و اسباب کو نہ علم و غیرہ کو اور ہر کو عدول کرنا ظاہر کلام اور حقیقت اس کی ہو
بنیاد و استزاد طرف ہزار کی ہرگز بایز نہیں ہرگز و نیز خدا تعالیٰ نے قول حضرت زکریا سے خبر دی ہے کہ آنحضرت
اپنے وارث میں رضیٰ ہوئی شرط کی ہے کہ وہ وارث ہوں کا ضعف بصفت رضا ہو اور اگر لفظ میراث کی تائید
میں میراث مال پر حمل کیا جائے بلکہ حل و مکالم و نبوت پر ہو تو ظاہر ہے کہ حضرت زکریا کے اس شرط لگانے کے کچھ
معنی نہ ہوگا بلکہ یہ شرط لغو محض اور حجت بہت بھرگی اس لئے کہ جب حضرت زکریا نے سوال اس کا کیا ہے کہ وہ وارث میر
تاقیم مقام ہو اور میرے مکان کی میراث کے پس اس سوال میں آنحضرت کی رضا بلکہ رضا سے بھی بزرگ داخل ہو اور
جبکہ رضا خود اس کے کلام و سوال میں داخل ہوئی تو پھر اس کی شرط لگانے کی امید کو کیا ضرورت رہی اس لئے کہ کچھ بڑھ
ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خداوند تو ایک بنی کو مبعوث کر اور اس کو عاقل و مکلف قرار دے تو یہ قبول ہو سکا
ایک نہ سمجھا جائیگا اس وجہ سے کہ بنی تو عاقل و مکلف ہو دے ہی گا اس لئے کہ بنی غیر عاقل و غیر مکلف ہو ہی نہیں سکتا
پھر شرط بیکار ہو پس اس طرح جبکہ حضرت زکریا نے اپنے لئے ایسے وارث کی درخواست کی ہے کہ وہ وارث علم و
نبوت کا ہونہ مال و اسباب کا تو پھر یہ فرمانا حضرت کا کہ خداوند تو اس کو رضیٰ ہو قرار دے نہایت عیث و بکار
ہوگا جو پس بنی سے معلوم ہوا کہ حضرت زکریا نے درخواست فقط وارث مال کی کی تھی نہ وارث علم و نبوت کی تھا
کہ حضرات اہل سنت کہتے ہیں انہی شخص پس ایسی صورت میں خوف حضرت زکریا کا میراث مال میں تھا نہ میراث نبوت

بین اس جہت سے کہ نبوت اختیار ہی نہیں وہ تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے نبوت کے متعلق ہونے کا اثر انبی
 اہل علم کی طرف حضرت زکریا کو کیوں خوف ہوتا خدا کے تعالیٰ ایسے لوگوں کو کہ بلا یقین نبوت نہیں کیسے نبوت و دیگر
 شریعہ لوگوں کو کہ نہیں ہوتی کہ یگانہ خوف حضرت زکریا کا در باب نبوت قرار نہ پایا اب رہا مال تو حضرت زکریا کو ایسی کا خوف
 کرتے تھے کہ اگر اثر انبی انہیں خاتم میرے مال کے بعد میرے وارث ہو تو میرے مال کو وراثت میں لیکر بطور ناجایز
 صرفہ کینے کے اندر جی رہے اور عمدہ جگہ صرفہ کرنے سے انکو سروکار نہ ہوگا اور یہ بڑی عمدہ حکمت اور تدبیر
 تھی حضرت زکریا کے دین کی تقویت کے لئے یہ اور تو ظاہر ہے کہ تقویت فرما دین سے دین منہل ہوتا ہے اور لوگوں کی
 ادوار و نیکی اور ترقی و نمو میں اعانت کرنی ہے پس ایسی صورت میں ہم کیسے طرح بخل حضرت زکریا کا تجویز نہیں
 کر سکتے قسم دانی کی حصول سے حضرت زکریا کے خوف کی کوئی وجہ قائم نہیں ہو سکتی مان اللہ قسم ثانی کے حصول
 سے وہ وہ چیز جو خوف حضرت زکریا کی ظاہر ہو اور جو بے شاہ عبدالعزیز سے کہ انہوں نے اپنی تہذیب میں مسلمانوں کا
 ہم پرکے درمیان ملحق و وارث ہم نہ لکھا ہے پس براہ درنیا وراثت منصب است کہ اثر انبی اسرائیل بعد از منبر
 منصب ہونے مستولی گشتہ سابقہ احکام الہی و تبدیل شرایع ربانی ناسید و علم و محافظت نگہد و پران
 عمل بجا نیامد و موجب فساد و عظیم گردنا پس ہندو ایشیا ان از طالب و لودلی اجراء احکام الہی و ترویج
 شریعت و تقاب سے نبوت و رعایا ان خود دست انہی کوئی شاہ صاحب سے دریافت کرے کہ خداوند ایسے
 لوگوں کو نبوت دینا ہو گا کہ جو شریعہ ان اور وہ ایسے کام کریں کہ جو شاہ صاحب نے تحریر فرمایا
 نبوت خدا کی طرف سے ہوتی ہے نبوت شریعہ بجا ہی نہیں مانند حضرت ابوبکر کی مخالفت کے شاہ صاحب
 یہ نہیں جانتے کہ نبوت کو خدا سے تو ایسے لوگوں کو عطا فرماتا ہے کہ جو جمیع صفات حمیدہ و پسندیدہ
 موصوفہ ہوں خود کرنے کی جگہ پر کہ نبی کتاب خدا کو کیوں خریف کرے گا شرایع ربانی کیوں بدل
 دے گا اور حکم کی محافظت کیوں نہ کرے گا جناب شاہ صاحب جس مقام پر کوئی کلام وارد فرماتا
 ہیں وہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جسکو دیکھا یا سنا نہ کہ ان کو نہی آئے صاحبان عقل سلیم و فہم مستقیم
 اس ارشاد کو جناب شاہ صاحب کے بار کر کہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زکریا نے اس میرے
 ذکر کر اگر میرے دنیا پیدا ہوا اور میری نبوت وراثت میں اثر انبی اہل علم کو میرے پہونچنی خود اثر ان
 بجا نہ کر اور میری نبوت کو وراثت میں لیکر کتاب خدا کی تحریف کریں گے شرایع دینی بدل دیں گے
 علیٰ مخالفت تمہارے اپنی دنیا پیدا ہوئے اور تعالیٰ تھی شاہ صاحب کو حقیقہ میں نبوت وراثت میں

میں پہنچتی تھی اور خدا سے نعم ایسے نثریر کو کوٹھو کہ جو دین کو تراب کرین موت و یا کہ ماہر توفیق بائیں ہوا
 اور اہل سنت کی کتابوں سے یہ بھی ظاہر ہو کہ حضرت سلیمان نے اپنے پورے مالی قدر حضرت داؤد کے
 مال سے حصہ پایا چنانچہ تفسیر بیضاوی میں مذکور ہے اور عبارت تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ قال علی بن ابی طالب
اہل و مشق و نصیبین فاضلین منہا الف خرس و قال متقابل و رث من ابیہ داؤد و الف خرس اس سے
منا ہر گزور و کا حضرت سلیمان کو در نہ اور نہ کہ سے حضرت داؤد کے ثابت ہے اور حدیث اسو ابن مرہ
تفسیر کہ مرید عرض علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ابیہ و یہ مذکور ہے در مجموعہ التفسیر علی انہا کانت ذیل امور و
اور مراد آید کہ یہ علمنا منطق الطیر سے جو علم راویتے ہیں تو وہ سمجھو اصل حضرت سلیمان سے چوچانی اس لئے کہ مگر
یہ کہ خدا سے نعم نے اول اسماء سے خبر دی ہو کہ حضرت سلیمان نے اول میراث مال اپنے باپ
سے پائی ہے تو قول حضرت سلیمان کا کہ جو متغیر تعلیم زبان طیر پر حکایت ذکر فرمایا ہو ایسی صورت میں
اور ثابت ہوا کہ علم اور مال دونوں حضرت سلیمان کو ملی اور جناب امیر علیہ السلام بھی حسب خبر کثر لہا خبر
کہ کتاب متبر اہل سنت کی سند ان آیات سے دراشت مالی مراد لیتے ہیں چنانچہ حضرت نے یہ دو آیت فرمائی
و ورث سلیمان داؤد و فرمائی و رث من آل یعقوب جواب میں حدیث موصوفہ سخن معاشر الاذیاء کے پر میں
قولہ جو کہتے ہیں اہل قول بھکینا اہل سنت کا بہت صحیح و صواب ہے اس لئے کہ کمال الدین ابن تیمیہ صاحب نجات
اپنے خود فرماتے ہیں کہ فائدہ را در رث علی و منہ فی النیوۃ و کان اسم الیراث صا و قاطع ذلک و فی مقام آخر
سخت شرح قولہ العلم وراثہ کہ مرید را و الوراثة الموصیۃ قولہ تفریق و رث من آل یعقوب اسی العلم و الوراثة اور حضرت
امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان سلیمان و رث داؤد ان محمد و رث سلیمان و ہا انکان و دعور ذیل کا با و
مذکور ہے نیک رسالہ قول فضل میں آپ کے جواب نہیں ارشاد فرماتے پہرانی سخ خراشی کو واسطے کرتے ہو صاحب
قول فضل نے تو ان آجی و دلائل کی جواب کی جانب اوسین صاف اشارہ کر دیا ہے کہ ان آیات میں وراثت مالی
بطور ہام ذالیض مراد نہیں ہے اگر کسی مفسر کا قول وراثت مالی کا یہی ہو گا تو بطور ذالیض اس کو سمجھنا چاہیے
بلکہ بروجہ تولیت اوقات و صدقات سمجھنا چاہیے اب مقدمہ مختصر کیجئے اور وراثت علی و منہ فی النیوۃ مالی الی
مالی بطور تولیت ہی کو قبول فرمائی ایک تو ان میں جو چوٹا بنائی اور دوسرے حضرت صادق کو جو چاہے سوچیے
یا حضرت پیغمبر کو مال حضرت سلیمان کا دلوائی کہ ذلک فایں تدبیر قولہ اور حضرت زکریا نے اسے خوف کیا وہ
اقوال اسخوف کا تو یہی علاج تھا کہ اسے اس مال کو اپنی حیات میں اپنے بقا کو ان در راہ خدا اہل صرفہ کر دیتے یہ

[illegible]

سے میراث میں نہیں چھوڑا اور یہ تو ظاہر ہے کہ علما کو حصہ درہم دینا اور متروکات انبیاء علیہم السلام سے کیوں
 پہنچتا وہ تو حفظ علم کے وارث ہوئے لہذا حدیث میں بھی وہ ہی وارث ہوا بہر نوع نفی تو ریت درہم
 دینا سے عدم تو ریت اراضی و اسباب خاکی اور دیگر اشیائی لازم نہیں ابن حجر عسقلانی نے فیغ المبارکی میں
 صحیح بخاری میں اس امر کو بطرف حضرت زہرا کی منسوب کر کے لکھا ہے وہ یہ ہے و اما سبب غضبہا احتیاجی ہے

بالحیث الذکور فلا اعتقاد بنا و لیل الحدیث الذکور علی خلاف ماتمسک بہ ابوہریرہ کا اعتقاد مختص ہے

فی غزوہ بدر وراثت ان ما خلفہ من و عطا لا ینسخ ان وراثت عند غیر سے یعنی اس حدیث کے یہ

ہمیں کہ پیروں نے پیغمبر کی حیثیت سے درہم دینا میراث میں نہیں چھوڑے بلکہ اس حیثیت سے صرف علم شریعہ

چھوڑے جس کے وارث علما ہوئے اور یہ اس کے نانی نہیں کہ پیغمبر لوگ اس حیثیت سے کہ شہداء اور آدمیوں کے تھے

جبلہ متروکات کو پسے نبی اور جہ و وارثوں کے چھوڑیں اور وہ بھی وارث اولیٰ متروکات کے مالک ہوں اور

یہ تو یہ کتاب اللہ کے مطابق ہے جو ساتھ تو ریت انبیاء کی مطلق ہے پس بموجب ان دلائل باہرہ او صحیح زاہرہ

کے یہ حدیث البواقری کی مؤید اور ہم بھی حدیث موضوع بھی موافق انبیاء کی کیسی طرح نہیں اور اگر ہم منیٰ او سکی

ہوئی متبہ ہی ہم اسکو محمول بہ تفسیر کرتے اور وہی اس حدیث کا ابوالفتحی عاصی المذہب اور کذاب چڑچا

کتاب ہمارے علما کی شاہین خالین عار سے بچے اعتماد اور اعتبار اسکا جاری کتابوں سے مقابلہ میں

زار سے ثابت کریں بعد از ان ابوالفتحی کی حدیث کو اپنی حجت میں رو بہ ہمارے پیش کریں قولہ او راہل سنت

موجود ہے اہل قول حضرت مولانا شاہ عبدالغفور قدس سرہ نے اس ہذا کو اپنے تفسیر میں کلینی سے استشہاد نقل

فرمایا ہے اور آپ کے باب بہتہ قبایہ و کویہ نے اپنی کتاب طعن الرماح میں جواب اس کے چند تاویل ریک و ابیہ لکھی ہیں

لنوصرب قول مفضل نے ایک رسالہ مستقل انکی ابطال و بیان رکاکت میں تحریر کیا تھا مگر اسوس ہے کہ قبضاء

الہی وہ رسالہ ایک مولوی صاحب امیر حسن نام ساکن سہنسوان نے واسطے طبع کرانچکے لیا تھا اور انکا انتہال ہو گیا

اور دوسری نقل اسکی سنہوی تھی جو باقی رہی اگر وہ موجود ہوتا تو آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا اور اسکی انکوائ

تاویلات کی تحقیق کبھی جاتی خیر اب آپ فرماتے جلسے اور جواب باصواب سنتے جلسے وادستستان قولہ

اولیٰ کہ انبیاء اقول اولیٰ ترا سیم انبیاء کی کیا مع اور کیا فضیلت ثابت ہوئی کہ صرف فقہین کو تو ذکر نہ ہو

اور اگر امت دیار غیر نامہ ہو جو وادیا کا لوٹ وادیا دیکر امت دیار کی پہونے سے منصرف ہوا تو پھر کیا مع اور کیا

فضیلت انکی ہوئی اگر کوئی شخص از احیاء و عقارات اور اثاثہ البیت از تر طرف و فروش و ثیاب و مرکب

راوی اثنی عشری کوئی عامی الذہب ہے اور کوئی فاسد الذہب اور کوئی وسوسہ ساز اور کوئی باطلی اور کوئی
 افطی اور چارودی اور رندی اور ضعیف اور مجہول اقلالیتیہ علیہ السبب ہے اور انہی ہی نے کہا کہ کیا جو وہ
 نہیں کیا اسی بچا ہے کہ تو یہاں کچھ کہتے کو گردن ہاتھ ہو اگر کسی کو گردن مار دو اور کوئی مار دو نہ وہ بھی تو ہم انہی
 راوی کچھ مارا تو چین اور تہا سے ہی حضرت امام جعفر صادق ع کا صحابی ہو گیا اور حضرت نے اسی کو تہا چھوشت
 سکھایا تہا کسی اور کو نہ سکھایا تہا پس اگر کسی کو سکھایا تہا تو یہی تہا ہی کہ شیوخ نے انہی روایت کیا ہے
 میں کیوں کیا ہر غرض کہ ہے ابو النخعی کا معتمد ہونا تو تہا ہی کہ تہا سے ثابت نہیں ہر سند تا اگر یا تہا ثابت
 ہو سکتا ہے کہ تہا سے نزدیک جعفر معتمد بھی ہی روایت ہے محمد بن یحییٰ بن ابراہیم بن ابراہیم بن ابراہیم بن ابراہیم
 اہل سنت یہ جو کہتے ہیں کہ خباب امیر علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت میں فرما کہ کیوں نہ آیا اور سنیں
 کہ او کا جہنم کیوں نہ آیا تو جواب اس کے مولانا سید الشکین خباب مستطاب سید مرتضیٰ طالب ثرہ نے فرمایا
 المطاع میں بہت خوب طوفانی چند طور سے تحریر فرماتے ہیں اول جواب یہ کہ خباب امیر المؤمنین علی
 بن ابی طالب علیہ السلام را ائقہ قدرت و استقلال حاصل نہ ہو و کہ مسیح بدعات اصحاب ثمرہ رافع تو ائمہ
 کرو میں اسکی تفسیر میں چند عبارتیں کتب سے اہل سنت کی اس مقام پر تحریر کرتا ہوں کہ وہ سب عبارتیں موند
 کلام صدافت انعام مولانا موصوف طاب ثراہ کی ہیں شاہ عبدالغزیز دہلوی نے تصحیح میں لکھا ہے و فیہ کہ امیر المؤمنین
 سر آراے خلافت راشدہ پیغمبر شدہ بقدر مقدور و شکیں ثمرہ و فساد و دفع مخالفان کہ طوطی وزیر و ام المؤمنین
 صدیقہ و یحییٰ بن امیہ و ابو موسیٰ اشعری و دیگر صحابہ کرام بودند کہ شش و سی فرمود و از قتل و قتال و جنگ و ہذا
 با ایشان باک نرمود ہر چند تقدیر الہی معاند نہ و انتظام امور خلافت صورت نہ بہت اہل ایمان ملاحظہ فرمائے
 شاہ صاحب کی اس تحریر کو کہ وہ فرماتے ہیں کہ مخالفین خباب امیر طوطی وزیر اور عائشہ اور یحییٰ بن امیہ اور ابو موسیٰ
 اشعری وغیرہم صحابہ رسول نے حضرت امیر علیہ السلام کو جہلت نہ لینے دی اور حضرت اول سے اڑتے سب سے گر
 تقدیر معاند نہ ہوئی اور انتظام امور خلافت نے صورت نہ پکڑی پہلا ایسی صورت میں کہ طرح فکر ہر فقہ کرتے
 فکر لینے میں اور فسادات کہہ رہے ہو جہلت اور شاہ علی اللہ والد صاحب ثمرہ نے کہ اڑتے عالم اہل سنت کے ہیں
 اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں لکھا ہے ہر چند ہر اسے حضرت و تفسیر سمیت کہ دھاندل و خلافت منعقد ہا فتنہ و در حکم شرع
 کہ بنائے آن مخالفت لازم شد اطاعت اولیکن مراد حق اصلاح عالم است کہ خلافت وسیلہ انتہا ہر اسے
 تقریب آن مقصد و شروع ساختہ اندو اگر مراد حق ہی بود از وجہ تخلف نمی شد و تفسیر دین خلافت مانوس

[illegible]

سے قبل ازین مذکور ہو چکا اور دیگر کتب میں ملایا جائے گا کہ یہ سب کچھ ہی ہوا اور حضرت امیر
کی خلافت کا اگرچہ جو ستھ ہی درجہ پر ہو رہے تھے مگر ان کی عظمت اور نفرت کو سمجھو اور
بہت سے جو غلط فہمیاں ہیں جو اب اسکا وہاں کہ حضرت سناپ کیوں نہ دیا اور ان کی خلافت کے
وقت میں کیوں نہ دیا جو جواب کہ اہل سنت دین کے وہی جواب یہاں ہرگز اہل سنت کہیں نہ دیتے
مگر معاشرہ الانبیا کو حضرت نے قبول کر لیا تو یہ کہنا اور کلام محض جو اس سبب سے کہ غرت نے ہوتے
خبر کفر لعل و آویہ قرنی پڑھ کر اس سے رو کر دیا تھا اور کلام بدیع ہے حضرت زہراؑ نے فاک کتاب کیا تھا
حضرت نے اسکی گواہی دی تھی اور بلکہ تازمان خلافت ثانی فاک کو حضرت یحییٰؑ حضرت زہراؑ جانتے
رہتے بہر حال اہل سنت پر ہی اسکا جواب ضروری ہے باقی اب پیشانیہ تفسیر میل تمام و توفیق مالا کا ترجمہ
ذیل نمک دین میں شامی طرح الیہ اور اہل سنت یہ جو کہتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت و معصومہ کو نہیں لیتے تو فاک حضرت
امام محمد باقرؑ کیوں نہ لیا اور حضرت امیرؑ اور خباب امام حسینؑ خاندان خلافت کیوں ہوتی ہیں جواب میں
عرض کرتا ہوں خراج مقاصد میں ہے کہ فاک ائمہ اطہارؑ نہ نہیں لیا اور فاک کو لینا حضرت امامؑ یا قر کا دو حال
سے خالی نہیں یا بطریق تولیت یا بطریق تمکیک و صورت اول اعتراض مخالفین بجا اور دوسرے ثانی ظلم
وجود غاصبین فاک نہیں لیا کیونکہ نہ تو خباب علیہ السلام فاک حق خاندانہ پر آیا اور نہ فاک دیگر غیر ہوا
تو کات مالی اور خیر میں خلافت اور دیگر متروکات مالی میں بہت بڑا فرق ہے نہ حضرت امیرؑ اور نہ خباب امام
سیدنی خاندان خلافت نہ اپنی تھی اور خلافت باطنی کی صفت میں رہا نہ خدا اور حضرت میں وجود
نہی وہ خود معصومہ ہیں قولہ ائمہ قدرت و استقلال اقول دوسرے منہ قدرت و استقلال نیز کبریا اہمیت
و شہد و حکم علیہ و ہست و برت ذاتیہ یا شرف و ریا فر و بتنا منادیت و علیہ باستقامت حرکت علیہ یا ہمت و ہمت
و اتیمہ ہما کن جو دعوات و ازادہ سیاحت میکند مگر شاید کہ خباب امیرؑ اہمیت و ذیہ بودہ و نہ حرکت علیہ و نہ ہمت
و ہمت ذاتیہ میداشت کہ باوصف ائمہ قدرت و استقلال کہ باوجود جو حضرت پیغمبر و دو شخص خیر علیہ
اول و اکثر اہل اصحاب اور جنگ و جدال و قتل و قتال و یرغ و یرغ و بی باک و بی باک و نہ بر غاٹ لیکن دروغ دعوات
سایہ و اعدا و غلاما کو شہید تاکہ از دعوات ایشان بچو کہ رخ آں اند ضروری بودہ و ان ظلم ابن زمان غلام جو
آستانہ بودہ ہرگز ان رافع نہ خود بخود و نظم و معیہ خود و جاری و ساری نہ خود و نا ائمہ و نا اہل و نہ چون کہ خباب
امیرؑ و پیغمبر و خاندان ہستی بودہ و نہ ششائی لاصل و لا قوۃ الا بالند علی النضر و انک ظلم علیہ و خاندان ہستی و نہ انکار

ابن شیم شام کو فرار کیا تھا اگر کیا تھا تو یہ جناب امیر کو قیضہ فک سے کیا حذر مانع ہوا اور اگر بالفرض فرار نہ ہو گیا
 ہو تو روان سے تو آپ اسی وقت میں اسیری ہو سکتی کی دو پہلین بار کرچین سکتے تھے سو طرح سے اس کو قلعہ وضع
 فرما سکتے تھے اور جناب حسنین ہی اس کی شفاعت کردہ انکی حق پر قاضی و تصرف تھا جناب امیر سے کہ
 کیوں قید سے راکر لائے اور اگر اس میں بھی تقدیر الہی موافق انکی تدبیر کی نہیں جوتی تو یہ کو معلوم تو ہو جائے کہ جناب امیر
 نے حضرت خضار کے بطور داشت یا بطور رہبہ جاسی تھی لیکن باوجود انکاشت و خون جو شکی ہی لوگوں نے نہ ہونے کو
 پس ہمارا مونہ بند ہو جاتا اور تمہارا کہلانا اب کیسی ہوئی کہ ہمارا تو کہل رہا ہے اور ہم پوٹ چائے ہو اور مونہ نہ ہوتا
 بند و ذیل کو کہ قولہ لا سیاب لمراد اقول عیب کا یہاں کیا ذکر عیب کو کون کہتا ہے سمجھتے ہیں کہ اس کو
 فی مرض الدعوی دلیل علی عدم الدعوی پس سکوت جناب حسنین کا کیا کہ خود جناب امیر کا مذکور کے دعوے پر اوڑھ
 اقتدار و اختیار کے کیونکر اس پر دلیل ہو گا کہ او کو دعویٰ اوس میں ہرگز نہیں تھا اور وہ اس کے سیطرہ حقدار نہیں ہے
 نہ قریش کی رو سے نہ یہودی و جہ سے و ذلک بالطلب علی ما نقل قولہ اور بعضی اہلسنت اور شیعہ کو معصوم اہ
 اقول مثل انبیاء کی معصوم و انکوائی سنت سے کوئی بھی نہیں بتاتا یہ سبکی سبکی باقین کہاں سے نہ کہتے ہو و ہذا قدر
 رسالہ قولہ جو جواب کا اہل سنت دینگے اہ اقول اہل سنت تو یہ ہی جواب دیتے ہیں اور دینگے کہ سبکی روایات
 علی ما حقیقہ المحققون کا ذکر الیٰی عن ابن قین و مفتعل جو کہ لا اصل له و لا ثبوت روایتیہ اور میراث کا دعویٰ الیٰی صحیح
 اور غضب اور مہاجرت اور ترک کلام جو اوسین مروی ہے وہ مائل ہے تاویلات سدیدہ و قد فصلنا ما سابقا اور
 آخر انہام بصلح و صفایا میدی ہے جس خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ روایت ہے مگر مذہب ہمارا نہیں تو کوئی عامل حسین صاحب
 تمہارے خود باب روایات تحریف قرآن استقصا میں لکھتے ہیں کہ روایت ہونسی مذہب ہمارا لازم نہیں آتا تو اب تا
 تو جواب مشکف ہو گیا پس اگر تمہارا بھی یہی جواب ہو تو نعم الوفاق و جس الشقاق اللہم صل علیٰ بنی قریظہ باحق و امت
 خیر الخاتمین قولہ و لای فرانی پر کر دو کر دیا تھا اہ اقول رد کر دینا علی تقدیر تسلیم اور وقت تھا بنی خلافتین کے رد
 نہیں کیا تھا کہ رد کر دینا بعد اپنے رجوع کیا ہو اور انکی راہ کی موافق آپ کی راہ سے ہی ہوگی ہو و اللہ اعلم بالصواب
 قولہ و صورت اولیٰ اہ اقول صورت اولیٰ عبادانہ جبکہ اور صورت ثانیہ تمہارا مذہب ہے اب یہ ہے امرض پر وارد
 کرتے ہیں کہ عربیہ و العزیز نے جو مذکور حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق کو واپس دیا اور انہوں نے واپس
 لیا تو یہ لینا ہمارے نزدیک تو بطور قریبہ ہوا اور تمہارے قول پر تو یہ یہاں عبادت پر اہل مدینہ کا کمال ہے
 و لای خلاصہ مدعا کہ ان میں میں تمہارا یہ قول مستند باطل ہو گیا کہ کہہ معصومین کو معصوم کر کے ہر جن کو کہہ معصوم

تو کی بابت اہل متاع دنیا کے کیونکر قبول کیا جو اسے اقول بوجہ روایت صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور فتح
 الباری اور حسب تحریر شاہ عبدالغنی اپنی محدث جلیل القدر کما تازیت نارضا نذر نبھا حضرت زہرا کا مان گویا تھا
 روایات کو قبول نہ کرو گو فک کیسے ہی متاع قلیل دنیا کے تھا ہر نوع وہ حق تو حضرت زہرا کا تھا اگر اوس میں
 جس جانی پر وہ حضرت ناراض ہوئیں اور تازیت کا نام کرنا ابو بکر سے موقوف کر دیا جیسا کہ روایات اہل سنت
 میں آج بھی ہلکا شک کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے معتبر کتابوں میں سند صحیح ہے تو حضرت زہرا سے کیا ناروا فعل نمود
 باندہ واقف ہوا ان جنہوں نے تصدیق دعویٰ کر کے حق حضرت زہرا اور حضرت امیر کی گواہی دینے پر بھی نہ ہوا ان
 تو انکو ذمہ ہوا اگر حضرت زہرا تازیت ابو بکر سے ناراض نہ تھیں تو ہم لوگ اوس ظلم سے کیونکر خبردار ہوتے
 ہمارے مخالف تو باوجود اس کے بھی کہ یہ امر صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے کتابوں و نیز دیگر کتب سے اولیٰ بخوبی
 واضح ہے کس طرح اسکو نہیں مانتے اور حبیب المومنین کہ حسب تحریر شاہ عبدالغنی زہرا کتب اہل سنت سے ہر
 جلد اول کے جلد چہارم میں در بیان صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ سبکی یاد مذکور ہے دوران ثنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہ
 بسبب نقصان و غلبہ از امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ زنجیدہ ہو و در دم رابر قتل اور تھیں موزہ گفت قتلوا
 عثماناً حر سے طویل الطیر بود کہ امیر المومنین عثمان شہیدت داشت میں ام المومنین عائشہ بسبب نقصان و غلبہ
 و کی خواہ حضرت خلیفہ ثالث عثمان سے کیون ناراض نہیں اور بابت متاع قلیل بل اقل دنیا سے دلی کے کینہ
 اپنے دل میں رکھ کر حکم قتل حضرت ثالث کا دیتی تھیں فلک تو ہر ذریعہ ہر دوریت حق حضرت زہرا تھا اسلئے نہ بٹے
 پر حضرت زہرا ناراض ہوئیں خطاب خلیفہ صاحب نے جولانہ خج کو کچھ معذرا مانا مقرر کر دیا تھا و تھیں جو انہوں نے
 کچھ کی تو ام المومنین نے ناراض ہو کر اور بابت اہل متاع دنیا کے اپنے دین کینہ رکھ کر حکم قتل دیا یہ خواہ کہ
 اولیٰ باپ نہ دی تھی اور یہ خواہ کہ انکو چری ترک میں مل تھی اور الفاظ زہرا با حق حضرت زہرا قتل کینہ و
 دغیرہ شائیں حضرت زہرا کی کہنا صاحب قول الفضل کا ہے کام ہر عداوی کیا مجال ہم توقف او سبقتہ لکھتے
 ہیں کہ سبقتہ روایات میں اہل سنت کی وارد ہو یا ہر قول ان کو وہ اقول ہم کیوں ان میں ہمارے یا ان میں کچھ فلا
 تو نہیں کہ جو ہم قطعیات و یقینات یا زید کے خلاف کو ان میں ہم او کی صحت اور عدم صحت کی نفیس کر کے باطلات
 سدیدہ و مذکور اول کیوں نہ کریں یہ کام تو ہمارا ہی ہے کہ یقینات کے خلاف کو مانو اور دین و ایمان سے دست بردار ہو
 نفیس یا حکم یا حکم یا حکم ان کلمہ مومنین قولہ در دم رابر قتل اور اقول علی تقدیر فرض الحال تو منی اقلوا کے اقلوا اور
 قتل متیق ہوا و نہ کاکال قتل متیق صحابہ الاغلو النار و قتل الانسان بالکفر فی خلقی قتل حر و اقلوا و اقلوا

[illegible]

ویقوی فی حقہ کہ السبعین حضور صلا اللہ علیہ وسلم کرام لہذا کہ ہوا المنقول من الرسول فی حقہ ما ظہر واما من جہہ الثبت فاحتمل
 انہا خرافہ امہا ونوعہا سبب لک منضمہا لہا والباغض لہا من بعض الثبت لا محذور واما کذا باللیل المنقول من
 الرسول فی حقہ عائشہ واثنی عشر علی سائر سائرہ والنفس البشریہ حضور صلا اللہ علیہ وسلم منسب علی ما دون ذلک تکلیف ذلک
 منہ والاشکال فی تعدی ذلک الی نفس بعدہا فان النساء کثیرا ما یحیلن علیہن الاحاد فی طوبی الرجال ومن بعض المحکمات
 انہا بیت فی الدنیا حضور لیس سبب حرمة فاحمد مدقہ فانہا الرعیہ وکثیرا ما کانت فاعلمت کما فی البیہا من عائشہ سانیہ
 ثواب معلوم ہوا کہ کیساں نفوس جانبین کے نفوس قدیمہ نہیں سچے ہمارے تمہارے ہی سے بلکہ ہر جسے جسے معاذ اللہ توکل
 خیر شیعہ ہے وہ دونوں طرف سے کیساں مغضوب تھا اور اسکو حضرت پیغمبرؐ نے جانبین پر الطاف و عنایات فرما دی کہ پرورش
 کیا تھا اور کیساں کو اسے منع فرمایا تھا ثواب کی شکایت پر دونوں جانب کی اگر طاعت میں تود دونوں جانب کیساں پرور
 تود توبہ تود ما بعد تم تود بائندہ حیثیات میں تو کیساں دونوں جانب میں نکالو السموات تبطلن منہ وتشتق الارض تقر بالمال
 ہوا و ان النصف انہ کو کر کہ حضرت فاطمہؑ حضرت امیر کے کان پر سے ادا و لکے دین کی طرف سے بری بانی تو حضرت علیؑ سے بھی
 پہلے بنا براوس عناد کے قصہ لک میں حضرت رسول مقبولؐ کو مشورہ مطلق کا دیا تو ہر حضرت عائشہ کا دل حضرت
 علیؑ کے نام سے نہ کو کہہ کر چاہ سکتا تھا اور کیوں اوسے وہ حرب و قتال میں صرف و معنی کر تین ذلک عن الدین گذرا
 قول الدین کہ فرما من النہ قال او صاحب قول الفصل نے یہ جو کہا یہ کہ فوا الحلال اور استغفار و عجز وانکسار
 حضرت صدیق کا اس مقدمہ میں خود کتب شیعہ سے یہ دیا یہی اقول وہ عجز اور استغفار اور الحلال اور انکسار
 محض واسطے بعض اصحاب رسولؐ کے کہلانے کے تھا یہاں عجز وانکسار سے کیا ہوتا تھا علامہ حضرت زہرا
 کا دیکر کیوں راضی گیا اس عجز وانکسار پر صاحب قول الفصل اطمینان کرے گا اور وہ اس سقیمہ پر دانی میں
 دیکھا یا حوام کا لاف نام عقیدین اسے اوس الحلال پر عمل دین کے حضرت زہراؑ تو او سوقت عجز وانکسار کو قبول
 فرماتیں کو چھپ حق او نکا واپس ہوتا پیغمبرؐ کے دے عجز وانکسار کیا رہتا یہ سو کبھی خوشامد اہل ایمان کہ
 مانتے ہیں بلکہ اس الحلال اور عجز وانکسار پر بھی جو حضرت زہراؑ رضائندہ ہوئیں اور اوقات وفات اپنی کے
 کبھی ہم کلام نبویں جیسا کہ میثم غازی میں ہے یہاں تو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ حضرت زہراؑ سے زیادہ
 ناراض نہیں ہو رہے حضرت اپنا حق طلب کے باقی نہیں تو ایسے حال میں خباب خلافت تاب نے حق
 نہ ہوا کیوں نہ دیا گنہ اعمال میں یہ کہ او بکر نہ ابو شریمانی کو مال بحرین سے محض اس کے اظہار پر کہ
 رسول مقبولؐ نے مجھے اس مال سے دینے کا وعدہ کیا تھا انہی کو اس کے دیر یا اور علیؑ یا العباسؑ

نبیائیس جابر کو بھی اس مال سے بیگزواہوں کے دیا خباب فاطمہ زہرا کو گواہ بھی سنا چکی تھیں اور نبی رسول کی
 کہیں چوٹا دعویٰ کرتی تھیں انکو مذکور ابو بکر نے واپس کیوں نہ دیا جو سوکھا استغفار کیا قبول صاحب
 قول فصل العینان کر لیا اہ قول صاحب قول فصل اسیر طینا کیوں نہ کر لیا جب اس کے یہاں یہ حدیث موجود ہو
 کہ لا تخذوا حدیثنا کم بہرجی اور حروزی اور نارجی سبہا ایسا فاکم لا تخذون حدیثی من الحق شککوا انہ قد فوج عرشہ و قد مرین
 علل الشرائع توبہ وہ حدیث حضرت رسول کی اہل اولیٰ تو نا محاج و استغفار و شگاہ کیا نہ ہو اور اسکا کوئی جواب نہیں ہو
 سوائے اسکے کہ یوں کہا جاوے کہ انت با سمعت من رسول اللہ اعلم انما بیا ملک مجاہدی وادنتہ رسول اللہ اعلم انما من
 لمتہ البیضا وعلیک بالانصاف قول کہ حضرت زہرا حد سے زیادہ ناراض تھیں اہ قول توبہ صغریٰ ہوا دیکھ ہی اسکا جو
 شخص کہ حد سے زیادہ ناراض ہوا اور لایرضی ابدا ہو تو وہ بروفق حدیث تکلفی مذکورہ بالا کی حق یا غلط انسا رہو جائیگا
 اب اسکا نتیجہ بیخ کنی اور دیکھو نہ لگاؤ نفوز باللہ من شروہ انفسکم و من سیات اعمالکم و فاکم و فاکم قال اور صاحب
 قول الفصل نے یہ جو کہا کہ کہہ کر یہ قضاۃ و خوشونت اور غفلت و رجوت اور قساوت اور سخت اور قساوت
 اور صلا سبب اور سنگینی قلب خباب فاطمہ کی اور یہ نقل اور بر و باری حضرت صدیق اکبر کی کہ وہ انکو کہیں کہ میں بعد ہر
 نماز کے تم کو کو سا کر دیتی اور یہ کہیں کہ میں بعد ہر نماز کے وعاسے خیر کیا کرونگا انتہی پس جواب ان الفاظ کا بعد قیامت
 حق قسم دیگا مگر اہل ایمان ان الفاظ کو صاحب قول الفصل کے کہ جو اقدار میں اہل ہزاروں کی شان پاک نبی رسول
 پاک کے صادر ہوئی ہیں ملاحظہ فرما دیں اور جگہ اہل سنت اور اہل تشیع جو معتقدانے ایمان اور حرارت اسلام کا ہو
 و میا ہی ارشاد فرمادیں میں اقدار میں خباب امیر علیہ السلام کی کچھ نہیں کہتا اور سر پر بخدا کرنا ہوں نہیں معلوم یہ شخص
 ایسے الفاظ میں ہوا مگر رسول کے کہہ کر رسول خدا کو کو کر سونہ دیکھا ایسا گرو زمین با ایمان اس پر پورا اور خیال فرما دیں
 کہ حضرت زہرا صاحب تحریر ابو بکر جو بری و در کتاب سفیدہ و موافق تقریر شیخ اسعد در کتاب فایق و غیرہ کتب معتبرہ است
 چادانی میں جسم مبارک چہا کہ جیسے کہ دستور زمان عرب کا پہلے ہی تھا اور اب ہی رہی ہے اور زمان قریش کو پہلے
 ہوا دیکھ کر حکم مانگنے کیلئے مستشرقین کیلئے کہ جس سے فریادی ہونا حضرت کا ظاہر تھا چنانچہ سارے لوگ وہ نشان
 حضرت زہرا کی دیکھ کر روئے لگے ابو بکر جو بری سے لکھا ہوا چشم القوم البکاء پس ابھڑو ہو جانے اوس کا کہ حضرت
 زہرا احمد و ثنا خدا کی بجا لائیں چنانچہ ابو بکر جو بری نے بعد فقرہ اولیٰ کے تحریر کیا ہوا علم امہت ملو بلا غی سکون حق قسم قسم
 حالت استیجابی بعد میں ہوا اولیٰ ما بعد الطول ما بعدہ اور حضرت نے بعد اس کے کمال اہل حق طلب کیا احمد دعویٰ ہو کر
 شہوت میں جسے صاحب اخبار النور و غیرہ علماء اہل سنت سمجھ کر لکھا ہوا رسول شہول اپنے ہی حال کا

قرآنیک اور احادیث نبویہ کی سکوت عنہا و لایستقل ہیا و لایقینہ بایہا میں اندیشہ غار پرستی پر اس کے ہم اہل حق و نہیں کرتے
 کہ یقیناً اسے مخالفت ہے اور یہ روایت تو اگر نہ لانا بین تھا تو اسے پاس موجود ہوں تو کہو اور اسے قیچہ لقل اور کسی کو ارد
 ہم بھی تو دیکھیں کہ انہیں کیا لکھا ہے اور لوگ کیا کہتے ہیں تو ہمارے پاس نہیں ہیں تو یہ تم کو یوں اس قدر بند پر واری کرتے ہیں
 کہ چہونا سا سونہ اور بڑی سی بات شل مشہور ہے پہلا اگر متبلا نظر آئے بات تشاہیات کوئی لغاب کہہ کر سنا تو تم کہتے
 ساکت و عجیب ہو گے ایسے ہی تم بھی ہو گے جو ان جوئی کی روایات سے عجیب کر رہے ہو اور وہ قائل و تسلیم الکر الکر اسلہم نکر
 ہو چو کہ جب نہ کہ گے چار و پلے ہی قال اب ایک جواب اہل سنت کا کہ جہولوں کو بظن و مبالغہات ہی بیان کیا
 ہوں وہ یہ کہ کہ شاہ عبدالغیر نے غصہ میں لکھا ہے درہ ایات شیعہ و سنی ثابت ہے کہ اس میں اس خیل پر ابو بکر شامی کا لکھا
 کہ وہ امیر المؤمنین علیہ السلام شیعہ خود ساختہ تانگوئے نہایت زیر و زور و شہادہ و فضل الخشاب اور شرم شامی
 شیخ عبدالحق کی روایت خوشنودی تحریر کی ہے پس اسے خدا اس جواب کو شاد صاحب کے ملاحظہ فرمانا چاہیے
 اسی صاحبان متقل و انکشاف حضرت زہرا سبب نہ ملنے فول کے ناراض ہوئی تھیں اور اس کا یہ نامہ اون کے پاس
 تھا اور بزرگوں نے یہ نامہ وہ نہایت فک کو اپنا حق جانتی تھیں اور اون کی دعوی پر حضرت امیر کو ای دے لے تھے
 بشیر کے ملک کے بیچارے غارتا اور سو کہی غریب کو بکر راضی ہو جائیں تو اس کے یہ لکھا خشاب شاہ صاحب کا لکھا
 اور ان لوگوں کی کہتا ہے کہ یہ حدیث کو بعض غصہ کے استعمال نہیں لے اس کے اگر خشاب فاطمہ زہرا کو غضب میں تھا
 تو اون کے راضی نہیں ہوتا اور کیا اور حضرت امیر کو شیعہ اپنا کیوں گردانا یہ سب امور اس کی خبر دیتے ہیں کہ حضرت زہرا سبب
 نہ ملنے نہایت ترغیب ہرگز کے ان لوگوں سے ناراض تھیں پس غصہ اور غم حضرت زہرا کا کہ جو موجب حدیث ان کے
 غضب و غصہ تھا کہ وہ جب غصہ خدا کے تو ہر باسن وہ ہو نہ ثابت ہو گیا علاوہ برین اہل سنت کا یہ قاعدہ ہے کہ سب
 ہم کوئی حدیث اور کسی مخالف مستند اور کسی کتاب سے اون کی سولے محل مستہ پیش کیا کرتے ہیں تو یہ حضرات
 کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہماری صحاح کی نہیں کہ جو ہم اس کو مان لیں چنانچہ در باب حدیث غدیر شیخ عبدالحق نے
 ایسا ہی لکھا ہے کہ اس کو صاحب صحیح مسلم اور بخاری نے نہیں لکھا بر خلاف اس کو شاہ صاحب یہاں بعایت مرسل
 غیر کتابوں سے روایت غصہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے مقابل میں کہ اہل سنت جن پر دعوی اجماع اور قول ہے
 ہوتے ہیں پیش کرتے ہیں حالانکہ احادیث مسلم و بخاری وغیرہ ان کی لو کی کرتی ہیں یعنی حدیث غصہ ثابت ناہیہ
 نہایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرہ سی توفیق اور حدیث فوجت فاطمہ علی ابی بکر علیہ السلام لکھا ہے
 لکھا ہے توفیق کہ ان روایات سے تا وقت حیات حضرت زہرا ناراض رہنا بصراحت ظاہری پس جو حدیث

ہے کچھ اہل سنت کے یہاں سے جو نہ پر روئے والے نہیں ہر منصف ہائی الضیف میں اعتدال دینی یا قیل کسبہ جو کونسی بات ہے
 مخالف مذہب کو راہ نہیں کرنا بلکہ اپنے ہا اہل مذہب کو راہ نہ کرنا بلکہ منصف پر اس کے اشعار کے واسطے یہ لفظ
 ایراد کیا ہے خیر شروع مقدمہ میں اسی ابن شیم نے اہل مذہب کی مصاحت کو علی المنصف بیان کر کے جو کہا ہے کہ دروی اند
 صاحب جم علی النکل تراویست وادو اسکے یہ ہوگی کہ یہ قول سینون کا ہی شیون کا نہیں بلکہ یہی مراد ہوگی کہ اسکی یہی راوی
 ویا نہ شہ بہ ہی ہیں مگر ضعیفہ میں دیگر جو ہم جب کہو کہ جب ہم نہ ثابت کر لیا ابن شیم کی یہ عادت ہے کہ بعضین کی روایات
 لاتا ہے جو کہ یہ دیکھا دیکھا کہ اس نے یہ کہیں کہہ دیا ہو کہ میں اسکا بیان نہیں کر رہا ہوں کی روایات لاؤنگا والا خبر و نہ خطا و لا ان
 ایراد روایت لائیر و بار شمار سلا انہا میں روایات الخالف دلیل قوی علی انہا میں روایات المقبولہ عنہ علاوہ برین ہو
 وینا کہتا ہے میں اس نے کہا ہے و شرعت فی ذلک بعد ان عادت امت سجاہ فی الاضر مذہب غیر الحق تو جب دونوں طرف
 کی روایات بیان کیں اور نہ کرتے کسی کی کہ تو علامہ ثابت ہو کہ اس کے نزدیک کوئی ان دونوں میں سے مذہب حق بالیقین
 نہیں دیکھتا دروی و مشغول ہیں ان ایک ضعیف ہے اور ایک قوی مگر ضعیف ہی اس کے نزدیک مابل بالیقین نہیں
 و استداعلم بالصواب و لیکن کہ اس روایت کو اپنی نتیجہ ضعیف و تفریق یوحہ دلیل مذہب کی تیسرے یا ہو مگر روایت تو اپنی ہی
 اس نے قرار دیکر لکھی ہے ان الکذب قد یصدق و استداعلم بالقول و کیل قولہ نہ اس میں کسی راوی کا نام نہ اقول غور
 اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروی و دوسرا تہم ہے اس سے پہلی روایت کا کہ جو انہا کا حضرت ابوسعید خدری کے نام زد
 کی گئی ہے اور اول تہم اس کا تہم دھت ابی شیبہ و اقصمت ان لا یحکم ابدا الخ و اور چونکہ ان دونوں متون میں مخالف و تضاد
 نہا تو اس واسطے آخر میں اس نے دئی تہہ الفقه خطا کہ میں الشیخ و مخالفینہم انہما اور قرینہ اس کے یہ تہہ دوسری روایت سابقہ
 کا یہ لفظ انہما صیح کلام کا ہے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسی کلام سابقہ کے بعد کہ ابوسعید خدری سے روایت
 کیا ہوا ہے اس سے روایت ہے اور چونکہ ابوسعید اور اس میں مخالف ہے تو یہ خطہ و فہا میں شیعہ کے ہر چند کہ یہ تہہ ہر دہایت ضعیف
 ہے اور وہ پہلا روایت قوی بالکمال ہے سنت کے یہاں سے ہونے پر اسکی کوئی دلیل کلام ابن شیم میں باقی نہیں بچا اور اس کے
 کلام سے صاف یہ بھی شریح ہوتا ہے کہ خضر شیعہ کا دعویٰ تو متفق علیہ شیعہ کے مگر ناہایت ناراض ہی رہنا یا اس قبیل مقال کے
 راضی ہو جانا انہیں سے کوئی بات متفق علیہ شیعہ کے نہیں مگر دور و اینہما غایۃ الامر اول قوی ہے اور ثانی ضعیف استہم
 پریشہ دانتہ میں اور نہ ہر شریک ہی کرنے میں کہ یہ روایت رضامندی کی منقولہ ابن شیم ہی سینون کی روایت ہے اور وہ
 روایت ہم صحیح الہی کی منقولہ لمتہ البیضا ہی اہل سنت ہی کی ہے تو اہل سنت کے مذہب متماثل ہی تا یہ تھا کہ اس
 موجب ہوگی کہ ہم خود معروف ہو کہ اہل سنت کے یہاں روایات یہ اصل ہونے سے اور دعویٰ ہے کہ اور راضی ہے ہر صاحب

سے قسم بخداے غزوہ جمل میں تجھے کلام مکروہ کی ایسی عجز تھیں کہ میں خدا سے ملاقات کروں یعنی تاحیات اپنی
 کے انتہیت خلاصہ اس روایت سے یہ اثر ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ اکثر حضرت زہرا کو ناراض کیا کرتے تھے اور وہ
 حضرت ان لوگوں سے اکثر ناراضاں نہ رہتی تھیں اور حضرت زہرا نے قسم شرعی کر کے فرمایا تھا کہ میں تاحیات
 اپنی ہم کلام نہ ہوگی تو اس روایت سے بھی ناراضاں نہ رہتی تھیں حضرت زہرا کی بی بی عقیلہ سے تا وقت وفات اون صوم
 کی ثابت ہے پس یہ روایت بھی روایت صحیحین کو تقویت دیتی ہے اصل سنت پر اس کا بھی جواب دینا ضروری
 بلکہ ماننا اس کا خواہ مخواہ ضروری کیونکہ مطالبہ روایت صحیحین پر اور ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح
 بخاری میں سبب تشریف نہ لائے حضرت امیر کا برائے بیعت ابی بکر زبانی ام المومنین عائشہ کے یہ نقل کیا ہے
 کہ جناب امیر تادمات حیات جناب فاطمہ زہرا تسلی اور تسکین میں اونکی معروف رہی اسلئے کہ اون جناب کو
 اپنے چالی قدر جناب رسالت آب کی وفات کا برا نہ تھا اور ابو بکر سے وہ حضرت ناراض تھیں اور
 سبب واپس نہ لینے فدک کے اونکو ابو بکر پر غضب اور عصبہ تھا جناب امیر بھی تاحیات حضرت زہرا انجون
 کی موافق رہی اور موافقت حضرت زہرا میں ابی بکر سے انقطاع مناسب سمجھ کر برائے بیعت تشریف نہ لے
 گئے عبادت فتح الباری کی کہ جسکا خلاصہ میں نے عرض کیا ہے یہ حالت عائشہ فی آخر الحدیث لما جاء وبلغ کان
 اناس قریبا الیہ میں راجع الامراء المعروف وکانہم کانوا ینذرون فی الخلف عن ابی بکر فی مدة حیاة فاطمہ
 تشغلہ بہا و عمر یضہا و تسلیہا عما ہی فیہ من الخزن علی ایہا ولا نہا لما غضبت من رد ابی بکر علیہا فاما سائے
 من المرات رای علی ان یوافیہا فی الانقطاع عنہ اس روایت سے بھی اصل سنت کی کہ جو زبانی حضرت عائشہ
 رضو رسول خدا کی اونہیں کی کتابو نہیں مذکور ہے تا وقت وفات ناراضاں نہ رہنا حضرت زہرا کا ابو بکر سے
 بخوبی ثابت ہے کہ حضرت امیر تمامہ حیات فاطمہ زہرا اونکی تسکین اور تسلی میں مشغول رہی اور تسلی اور تسکین سبب
 وفات اونکے پر چالی قدر اور اس غضب کی تھی کہ جو سبب رد ابی بکر مرآت کر بازمین تھا تو معلوم ہوا کہ
 وہ غضب تادمات حیات فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اون جناب کو باقی تھا حضرت امیر علیہ السلام نے
 موافقت میں جناب فاطمہ کے انقطاع ابو بکر سے مناسب سمجھا اور تمامہ حیات حضرت زہرا بیعت ابی بکر
 چنانچہ فقرہ رای علی ان یوافیہا فی الانقطاع عنہ سے صاف بمرآت تمام ظاہر ہے عرض کرنا ناراضاں نہ رہنا
 حضرت زہرا کا ابو بکر سے تاحیات خود کتب صحیحہ ابی سنت سے ماخوذ صحیح مسلم و صحیح بخاری و شرح مشکوٰۃ فتح
 الباری و کتاب شیعہ ابو بکر جوہری و غیر اسے بخوبی و بمرآت تمام صحیحہ و دیگر ابن عمر و ظاہر و باہر ہے

زیادہ اس سے بوقت طویل میں اس مقام پر تخریب نہیں کرتا اگر اہل سنت اس پر بھی اسکا انکار کریں تو مکارہ چرچہ
 ہر مکارہ کا ہمارے پاس کچھ علاج نہیں ہم اونکی مکارہ کے جواب میں حضرت زہرا کو کہاں سے لائیں
 کہ جو وہ حضرت زہرا میں کہ بیشک میں تا وقت وفات خود ابو بکر سے ناراض رہی اور اب بھی ناراض ہوں
 البتہ حضرت زہرا کی پوسے عبداللہ بن حضرت امام حسن کی گواہی درباب اس غضب حضرت زہرا کے کہ جو بن
 ابی احمد نے شرح خط ابیہ لفظ میں ابو بکر جو بری سے اسے نقل کیا ہے میں بھی اس مقام پر نقل کرتا ہوں حدیث
 الموصول بن جعفر قال حدثني محمد بن سميون عن ولعود بن المبارک قال اتينا جدي عبد الله بن موسى بن عبد الله بن
 الحسن ونحن راجعون من الحج في جماعة فساناه من مسائل وكنت انا احد من آل مناة عن ابی بکر وسمو فقال
 سئل جدی عبد اللہ بن الحسن عن منہ اسئلہ فقال کانت امی صدیقہ بنت بنی مرسل و انت و بنی بنی علی
 انسان فغن غضاب لمغنیها انتی خلا صدیقہ کہ داود بن مبارک نے کہا کہ ہم مع ایک جماعت کے عبداللہ
 بن موسیٰ بن عبداللہ بن حضرت امام حسن کے پاس آئے اور ہم حج سے واپس آتے تھے پس ہم نے عبداللہ
 بن موسیٰ سے چند مسائل دریافت کئے اور میں بھی اون سوال کرنے والوں میں تھا پس میں نے درباب ابی بکر
 و عمر سوال کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ میرے جد زہرا عبداللہ بن حسن سے اس باب میں سوال کیا گیا تھا تو
 فرمایا تھا کہ میری مادر گرامی صدیقہ تھیں اور بنی مرسل کی دختر نکاح خیر تھیں وہ کسی آدمی پر بنی ابو بکر و عمر غضبناک
 دنیا سے رحلت فرما گئیں تو ہم بھی سبب اوتنے غضب کے غضبناک ہیں انتہت خلاصہ پس میں دیکھنے پر بنی حیات
 کے اہل سنت کو اصلا جمال قیل وقال اس امر میں نہیں کیونکہ وہ حضرات اس قدر دیانت کو کیونکر کر دین گے اور
 ان عراختوں کا انکار اونکی طرف سے کیسے مان لیا جائے گا اور ایک دو ناویل اونکی اس طرح باوجود ایسے دوست
 کثیر اور صحیح کے قبول کر لیا جائیگا نا واقعوں کے بھکانے کو اللہ ناویلین اونکی خوب ہیں قولہ اور بنی ابی احمد نے
 اقوال مبنی کذاب ہو گون نے کیا کیا جہان واقعہ با ندری میں اور سو گناہاں دنیا میں جہان نکالیش پانی پر زمین
 حاشیہ پر پایا اصل قوتانی یہی ہو کہ صدیق ابو بکر و عمر و خطری وجہ ان قوم علم پرانہ پرندہ با بقاء الی آخر القصد و کلام الی
 کلام فی احوال الحرقہ سابق الی ابی احمد صاحب یہ غائیہ اور پرندہ باورستے ہیں کہ کہے گوہر سے کہ نہایت پیچھے
 ہیں اور نہایت سیدہ سے ترک کلام کے حلف کے کو سین روایت لاتے ہیں اور آپ ﷺ آپت ہیں پہلا اور سکا جواب
 ہمارے پاس ابیہ کیا سوئے مخفیہ ہوا و مثالیہ کے اور بعد بنی ابیہ بنی ابیہ کی لاول و لا قوہ انتہا نہ تو وہاں
 علم خود ہاں نہ قولہ تا وقت وفات ہمارے ہاں نہ ہاں اقوال بنی ابیہ و روایت رضا مندی مروی ہے بنی ابیہ

راضی ہوا حضرت زہرا کا بروقت مرض الموت ہوا تھا لہذا نہ تو ابوبکر عا و خا طہ تو شہا ید اس اعتبار سے راوی اسے
 از روی مباہلہ حق توفیت کیا یعنی تربت عن الوفا ت اور حضرت امیر کا انقطاع ہی لاجل فاطمہ اسی سنی سے سمجھیں گے
 اگر اس کو سکون مل کر کہہ گئے کہ تمہارا وہ چہ قصہ ہے کہ دیوانہ را موی پس بہت فزانی بات نکودہ پو نہ نہا وینی پر اور آخر
 انجام تم جو یہی تو سن چکے ہو کہ ہمارے پاس حضرت فاطمہ کے غضبناک مرحلے کی آچہ نر خضانی صدر ہم میں من فی
 خونا علی سر شفا بلین و اور موجود ہی ہم اپنے ایاگو جابنین میں سے کسی جانب سے براعتاد نہ کرنا کہ ہوتے نہیں
 دینے کے مگر تم نے دونوں جانب کی براعتادی سے اپنا ایمان برباد کر لیا غضبناک ہو کر ہم اپنا کلمہ کلمہ مومنین قولہ
 البتہ شہرت کے لئے عبداللہ بن حسنہ اقول حضرت زہرا کے دو پوتے ایک معصوم حضرت امام محمد باقر اور دوسرے فاطمہ کا بڑا
 حقیقی حضرت زید شہید توین فرماتے ہیں کہ لا و نزل القرآن علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ما علمنا من حقنا ما یزین تجرؤہ
 و نکاح سین قبلہ اعظم الشہان من شکم شیا و و اندر فرما لای فیہ الی تغشیت نقضنا بالی کہ کو فانی الصواعق الموقرۃ
 الاول عن الاول و ثانی عن الثانی فی تہ الروایۃ فی ذکر تہا من جوابہ للعقید فی رسالتہ التوضیح موعظہ حرمہ سے
 کتیب اور امام باقر زید شہید سے رشک و چوڑ کر کہ ہم کہیں ابی محمد کی ایکس ابو بکر جو بکھی ہے اپنے ایمان میں بغضب ہر بنا
 کہ خباب زہرا کو ماتت و عقیسی سمجھ کر موجب حدیث الاول لیغضب فای صریحی فی مثل اناس کی مستحق نار بنا دین تو بہ
 تو بہ نمودہ بالتقر قال ابیک باورہا کا اوری جواب بل سنت کا یاد بھی ہے کہ مذکور حضرت ابو بکر نے تو حضرت زہرا کو ذکر
 دید یا تھا اور ایک کا فخر و الہی کی سندیں انجید یا تھا چنانچہ سبط ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور نور الدین علی بن
 ہرمان الدین شافعی نے انسان المومنین اس طرح ماسکو نہ کو کہ کیا ہونی کلام سبط ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی بابا بکر رضی اللہ عنہ
 کتب لہا بعد کہ مگر ساتھ ہی اسکے اوس کتاب میں یہ بھی مذکور ہے و دخل علیہ عرصال ما یدر تعال کتاب کتبہ لہا طہ میرا تھا
 من ایہا تعال ما ذائق علی السلیمن حار تک اللوب کاتری ثم اندر الکتاب فشقہ خلا حد اسکا یہ ہے کہ فیض دوم اس سنت
 عربی خطاب نہ ابو بکر سے اگر پہنچا کہ یہ کیا ہے جواب دیا کہ بیٹے فاطمہ زہرا کو اس کے اب کی میراث کے بارہ میں ایک کتب لکھا
 ہے جواب دیا کہ سلطان لوگ کہنا ہے نفقہ میں مگر اور اس کا فخر کو لیکہ یہاں والا اسکا جواب ہے کہ یہ میں بابا و زہرا عربی خطاب
 کے بھی تاہم جو اور حسب تحریر اہل سنت حضرت ابو بکر کے ذمہ دوا بلا ہو گیا یعنی نہ تو انہوں نے باوجود قبول اور تصریح کر کے
 و عوی حضرت زہرا کے مذکور و اس بابا اور نہ کا فخر پہاڑ کرنے پر حضرت عرس سے کہہ کیا اور وہ اس پر راضی ہو کر سکوت اختیار کیا
 اس روایت اور مقدمہ حصہ سے کہ ابو بکر نے حضرت فاطمہ کو رسول خدا کی میراث اپنے کی مسند انجیدی ہی اور نہ ہا کہ
 لڑائی مکتوب حدیث موضوع عن مبارک ان فیہ کی میں ظاہر و اگر وہ حدیث صحیح اور سنی ہی تو حضرت ابو بکر نے در باب میراث

جناب فاطمہ کو کہہ دیں کہ یہاں اس سے تو میرے میراث رسول خدا کا لینا ظاہر ہے قولہ ایک بار انا کا آخری جواب
 اقول یہ جواب تو ہم تمہاری اصح الکتب قبل کتاب اللہ کافی کہیں کی روایت سے دستہ پن ہلایہ کہے جا سکتا تھا
 تنہا کہ سکتا ہے اور میں ہی تو یہ مذکور ہے کہ کتاب لہا تبرک الترضیٰ فخرتہ والکتاب مہا فایقہا عمر وقال انا مالک یا
 محمد قالت کتاب کتب لی ابن ابی قحافہ قال ارنیہ فابت فاخرقہ من یدہ ونظر فیہ ونقل فیہ وحماد وخرقہ الخ تو اب حضرت
 صدیق اثری الذمہ ہو ہی گئے اور حضرت فاطمہ او نے تنہا راضی ہی ہو ہی گئیں اب ناراضی کہاں رہی اور وہاں
 لکھتے ہیں اور سکوت کرنے میں تم یوں ہی سمجھو کہ عمر کے فتنہ و فساد کا خوف دیکھا تو لپکا روٹے فقیر کے خاموش ہو رہے
 اب برای خدا انکو اس وطن سے معاف کرو اور جناب امیر اور حضرت زہرا لکھ گیا کی کا جواب دو کہ جناب امیر کو بعد
 اداسی شہادت کے تنہا کیوں چھوڑ آئی تھے اپنے ہمراہ کیوں نہیں لائے تھے تاکہ کسی زید و عروہ کو راہ میں مجال اوسکی چہرین
 پہاڑیکی ہوتی دوم یہ جناب کیوں اوسکو باوجود تنہائی کے موقوفین بچا قی لاتی نہیں اگر نسل میں چپا کر لائیں تو مینا
 عمر صاحب کیسے اوسکو دیکھتے اور چہرین سے اور پہاڑ سے لاجول ولاقوۃ الا بالذہن اسی ہی مخطروا مایات ابہی حضرت
 سنا فقیہ فی تفسیر بنی شام کی مین کہ خلکو ہم مجالس المؤمنین وغیرہ کے حوالہ سے پہلے بیان کیسے ہیں مگر خدا کی شان
 دیکھو کہ عدو خود سبب غیر خدا خواہ یہ ہمارے تسلیم خلافت کی تو بخوبی مضموم ہو گئی کہ فتنہ او نے اوسکو خلیفہ رسول بھیج
 لکھوایا ورنہ اوسکا نوشتہ کلام کا تھا و قدر سانیفا ایضا اگر کوئی کہے اوسکو صاحب منصب بھیج لکھوایا تو مین کہو تاکہ
 برہین تغیر اس لکھو اس سے گویا اوسکے قلب اور غضب کو جایا کہ اسکا حکمانہ کو نافذ کرنے پر کراہی فاذا اہل الحق لا یستل
 فانی تعرفون قال اب طالب ان صدق و معو اب اسطرف خیال فرما دین کہ جب اہل سنت پر اس قدر غضب نہ کریں
 راہ قیل وقال سب طرسے مسود ہوتی ہے اور حق مانند نقاب نیم روز روشن ہو جائے تو جو جو سرکفری بھلا لیک تاویس پر
 حفظ اپنی خلافت آج کے اس وطن سے پیش کرتے ہیں چنانچہ یہ اعراب سب اس رسالہ میں لوگوں پر ظاہر ہو گیا مثل مسکی کہ وجہ نہ
 یعنی غضبت نہیں بتاتا باوجود کہ قرآن غضب حدیث میں موجود ہیں اور حفظ غضبت بھی روایت میں امر احث وعلوم
 اور خلافت آپ اوسکی برائے رضا مندی جو حضرت زہرا کی دو تشریح گوشتے مگر غضب نہیں تھا تو رضا مندی کو جانا
 کیسے کہی گئے مین کہ غضب اونکا براہ شریعت تھا یہ نہیں بلانے لگا اگر غضب حضرت زہرا اندازہ شریعت ہوتا تو جناب علیہ السلام
 یہ نفرمانے لگا اے محمد غضب تنہا کہ جیسا کہ اہل انون کو کہہ ہوا اس نے کہ جب اندازہ سبب غضب حضرت زہرا غضب میں
 آتا ہے اور حضرت زہرا اندازہ شریعت غضب میں آتے تو جو اندازہ سے یہ حاصل ہوا کہ خدا سے تو یہی براہ شریعت غضب میں
 آتا ہے اور یہ حال ہے اسلئے کہ غضب اندازہ شریعت ناچار طرز سے ہی ہوتا ہے اگر حضرت فاطمہ کو بغیر اہل سنت حدیث

حدیث میں نہایت اہمیت ہے رسول کی زبان سے نکلنے والا اور انہوں نے وہ حدیث قبول کی اور ناجائز طور سے انہیں
 غضب ہوا تو اللہ نے کوہی ناجائز طور سے معاذ اللہ غضب ہوا اور سلطان اسکا اہل عقل کے نزدیک ظاہر ہوئی کہ آیات
 قرآنی کی تائید کرتے ہیں کہ وراثت سے وراثت علم حاد پر باوجودیکہ حضرت امیر غلاف اس کے ظاہر ملتے ہیں اور بعض معین
 بھی ان کی وراثت سے وراثت مالی حاد ملتے ہیں مانند بن عباس وغیرہ کے کہی گواہی میں حضرت امیر کے نصاب پر انہوں نے
 کا عذر اور تاویل پیش کرتے ہیں باوجودیکہ سب تحریر صاحب کثر العمل و تکیہ شرح توضیح جناب رسول خدا الیک گواہی پر
 حکم دیتے تھے اور مذہب ابی ہریرہ عثمان کا جواز حکم شایع و ائمہ میں ہر عبارت تلوخ کی یہ ہر مروی عن علی رضی اللہ عنہ
 ان النبی مقضی شہادۃ شایع و بین صاحب النبی و روی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر و عثمان کا انقضائے شہادۃ
 الواحد و الیہین انتہی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حکم دیا ساتھ شہادت ایک
 شاہد کی اور میں صاحب حق کے اور انہیں حضرت سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا اور ابوبکر اور عمر و عثمان
 حکم دیتے تھے ساتھ شہادت واحد اور میں کے انتہت خلاصہ پس گواہی ام امین اور بنین و مولای جناب رسول خدا کی تو
 نور علی نور تھی دعویٰ تو دینت میں حدیث موضوع عن معاذ انبیا پر سنا ہے میں جسکا موضوع ہونا بہت سی تاویل
 بلکہ حضرت ابوبکر کے کہتے کہہ دینے سے درباب وراثت نہروکہ رسول خدا حضرت زید کو ثابت ہے کہ حکم کے معنی میں تاویل
 کرتے ہیں کہ کہی حضرت زید نے درباب مذکور کلام کیا باوجودیکہ صاحب متفقہ اور بیاسی نے اسکو رد کیا ہے اور یہ عالم میں کہ
 کے چوں کہ شیخ عبدالحی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے تا انکہ زندہ ماند عبادت کردہ ابوبکر انہی روایت کو ہر حجت لائے ہیں
 کیا خوب تاویل میں یہاں حضرات کے اہل انصاف و ایمان کی طرف بغیر ملاحظہ فرما دیں قول و جواب سوال کنندہ
 یہ نظر فرمادہ اقول جب جناب رسول کا غضب ابوبکر کا یہ بعض اوقات میں ارزا و شریعت ہوتا تھا چنانچہ آپ فرما تو ہیں
 کہ اللہم انی شہرنا و اذوحث علی انسان فاجعل دعاکی لا علیہ وادہ علی موطئ سقیم کامر بن مہر تو حضرت فاطمہ کا بھی
 اور رب عالم کی نعمت الاحیان از او شریعت و صف انوث و نوسی و شہر زادی ہو تو کیا جھجھکے اور اسکی سادھ میں خدا تعالیٰ
 کا غضب کہانے ہو گا پہلے اول جناب ابوبکر کو تو اس سے بچا لو جب شہدین ابوبکر کو اسکا سختی کیجیو علاوہ بین یہی تواریخ فاطمہ
 مان لو کہ یہ کرامت جناب سیدہ کبریٰ علیہا صلی ہوگی کہ جب حضرت فاطمہ کی ادب کے قایم ہے اس حقتہ فیہ کو اصل سبب کہہ دیا
 وہ نہ تو یہی تو خدا کے بندے ہیں ایسی حضرت فاطمہ اگر ناراض و غضبانہ ہوگی تو کوئی خدا کا بندہ کا بیکر بیکر قائل اور صاحب
 انصاف کہ آپ کو حکم دے کہ اور بطور ناجائز عالم بیکر اور دعویٰ مذکور نہت رسول خدا حضرت زید پر ہم خوابے رہ رہ رہ کر کہ
 بعض متحررین یا اسکا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جبکہ اس رسالہ میں چھوڑے جائیگا کہ ابوبکر اور اس دعویٰ کو کہ

یا حاصل شود چنانکه آنرا من یا من فرمود یا نه یا او اگر حاضر شود یا نه یا من تو قوی یا منوره من قوی ترین بر ما بین من و فضل و منشی جانان
سبحانی چون او را نه که بدین کتب است من عقل من تو اب جبران درک کلام اگر حضرت صدیق اکبر حدیث کاجان را منشی جو تو
خروج و باقر و سلیمان و ذیل من غضب کسان که در یاد تو غضب کانیل من جبران درک کلام من بنا بر این که نه که در یاد تو جبران درک کلام
لی الواقع را اصل بود نه صاحب غضب من و من نبوی که غضب کسان که در یاد تو غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
او کو دفع کرد یا بود اگر لی الواقع جان حضرت داوید کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
کجا نشین کرد یا در یاد تو غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
جولان من در استیفاء لای من که نه در حدیث من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
او در جبران من جبران من در حدیث من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
کینه من در حدیث من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
که من حدیث من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
یہ کار سازی من جبران من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
نویس که استیفاء کانیل من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
کیا جبران حضرت نه استیفاء کانیل من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
نویس که استیفاء کانیل من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
ایمانی و این عقیدت بالقبول علی انتم سبیل الایة انکره ان لا یایة الا اطل من بین یدیه و ان من خلفه و انی کتاب استیفاء کانیل یا باری که
کان و سلیمان و ذیل من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
در حدیث من غضب کانیل من غضب کانیل من جبران درک کلام کانیل یا باری که
عن اهل الخلفاء طبع را و جناب مولوی محمد امانت الله صاحب شری صدیقی احمد و جوی سلمه الله القوی قطعه

صفحہ نمبر	صفحہ	موضوع	صفحہ نمبر	صفحہ	موضوع
۱۱	۱	سیقت	۱۱	۱	سیقت
۱۲	۲	بہار	۱۲	۲	بہار
۱۳	۳	خط	۱۳	۳	خط
۱۴	۴	رہنما	۱۴	۴	رہنما
۱۵	۵	رہنما	۱۵	۵	رہنما
۱۶	۶	موجب	۱۶	۶	موجب
۱۷	۷	صاحب	۱۷	۷	صاحب
۱۸	۸	شرح	۱۸	۸	شرح
۱۹	۹	سلسلہ	۱۹	۹	سلسلہ
۲۰	۱۰	ایرانی	۲۰	۱۰	ایرانی
۲۱	۱۱	روایات	۲۱	۱۱	روایات
۲۲	۱۲	وہ ہاؤز کی دولت	۲۲	۱۲	وہ ہاؤز کی دولت
۲۳	۱۳	عالم صحابہ	۲۳	۱۳	عالم صحابہ
۲۴	۱۴	اعتبار	۲۴	۱۴	اعتبار
۲۵	۱۵	ایک	۲۵	۱۵	ایک
۲۶	۱۶	دوبکر	۲۶	۱۶	دوبکر
۲۷	۱۷	نورانی	۲۷	۱۷	نورانی
۲۸	۱۸	پوستی	۲۸	۱۸	پوستی
۲۹	۱۹	بر	۲۹	۱۹	بر
۳۰	۲۰	کرد	۳۰	۲۰	کرد
۳۱	۲۱	فہرست	۳۱	۲۱	فہرست
۳۲	۲۲	نورانی	۳۲	۲۲	نورانی
۳۳	۲۳	کلین	۳۳	۲۳	کلین
۳۴	۲۴	قوال	۳۴	۲۴	قوال
۳۵	۲۵	محمول	۳۵	۲۵	محمول
۳۶	۲۶	مظہر	۳۶	۲۶	مظہر
۳۷	۲۷	رہنما	۳۷	۲۷	رہنما
۳۸	۲۸	رہنما	۳۸	۲۸	رہنما
۳۹	۲۹	کتاب	۳۹	۲۹	کتاب
۴۰	۳۰	کتاب	۴۰	۳۰	کتاب
۴۱	۳۱	کتاب	۴۱	۳۱	کتاب
۴۲	۳۲	کتاب	۴۲	۳۲	کتاب
۴۳	۳۳	کتاب	۴۳	۳۳	کتاب
۴۴	۳۴	کتاب	۴۴	۳۴	کتاب
۴۵	۳۵	کتاب	۴۵	۳۵	کتاب
۴۶	۳۶	کتاب	۴۶	۳۶	کتاب
۴۷	۳۷	کتاب	۴۷	۳۷	کتاب
۴۸	۳۸	کتاب	۴۸	۳۸	کتاب
۴۹	۳۹	کتاب	۴۹	۳۹	کتاب
۵۰	۴۰	کتاب	۵۰	۴۰	کتاب

صفحہ نمبر	صفحہ	موضوع	صفحہ نمبر	صفحہ	موضوع
۱	۱	کروڑ	۱	۱	کروڑ
۲	۲	کروڑ	۲	۲	کروڑ
۳	۳	کروڑ	۳	۳	کروڑ
۴	۴	کروڑ	۴	۴	کروڑ
۵	۵	کروڑ	۵	۵	کروڑ
۶	۶	کروڑ	۶	۶	کروڑ
۷	۷	کروڑ	۷	۷	کروڑ
۸	۸	کروڑ	۸	۸	کروڑ
۹	۹	کروڑ	۹	۹	کروڑ
۱۰	۱۰	کروڑ	۱۰	۱۰	کروڑ
۱۱	۱۱	کروڑ	۱۱	۱۱	کروڑ
۱۲	۱۲	کروڑ	۱۲	۱۲	کروڑ
۱۳	۱۳	کروڑ	۱۳	۱۳	کروڑ
۱۴	۱۴	کروڑ	۱۴	۱۴	کروڑ
۱۵	۱۵	کروڑ	۱۵	۱۵	کروڑ
۱۶	۱۶	کروڑ	۱۶	۱۶	کروڑ
۱۷	۱۷	کروڑ	۱۷	۱۷	کروڑ
۱۸	۱۸	کروڑ	۱۸	۱۸	کروڑ
۱۹	۱۹	کروڑ	۱۹	۱۹	کروڑ
۲۰	۲۰	کروڑ	۲۰	۲۰	کروڑ
۲۱	۲۱	کروڑ	۲۱	۲۱	کروڑ
۲۲	۲۲	کروڑ	۲۲	۲۲	کروڑ
۲۳	۲۳	کروڑ	۲۳	۲۳	کروڑ
۲۴	۲۴	کروڑ	۲۴	۲۴	کروڑ
۲۵	۲۵	کروڑ	۲۵	۲۵	کروڑ
۲۶	۲۶	کروڑ	۲۶	۲۶	کروڑ
۲۷	۲۷	کروڑ	۲۷	۲۷	کروڑ
۲۸	۲۸	کروڑ	۲۸	۲۸	کروڑ
۲۹	۲۹	کروڑ	۲۹	۲۹	کروڑ
۳۰	۳۰	کروڑ	۳۰	۳۰	کروڑ
۳۱	۳۱	کروڑ	۳۱	۳۱	کروڑ
۳۲	۳۲	کروڑ	۳۲	۳۲	کروڑ
۳۳	۳۳	کروڑ	۳۳	۳۳	کروڑ
۳۴	۳۴	کروڑ	۳۴	۳۴	کروڑ
۳۵	۳۵	کروڑ	۳۵	۳۵	کروڑ
۳۶	۳۶	کروڑ	۳۶	۳۶	کروڑ
۳۷	۳۷	کروڑ	۳۷	۳۷	کروڑ
۳۸	۳۸	کروڑ	۳۸	۳۸	کروڑ
۳۹	۳۹	کروڑ	۳۹	۳۹	کروڑ
۴۰	۴۰	کروڑ	۴۰	۴۰	کروڑ